بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, the 21st June, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ
كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ج وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○
وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ط وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ
يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ط اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○

[ترجمہ : اور جس نے میری یاد سے روگردانی کی تو اس پر معیشت تنگ کر دی جائے گی (اس کو دنیا کی کسی دولت سے تسکین خاطر حاصل نہ ہو گی) اور اس کو ہم قیامت کے دن اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں (دنیا میں) تو آنکھوں والا تھا فرمایا جائے گا وہاں یعنی دنیا میں تو اسرار باطن سے اندھا رہا اس آخرت کو نہ سمجھا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا یہ باطن کی دنیا ہے اس لئے تو اندھا اٹھا ہے ۔]

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Sunday, the 21st June, 1992

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at four of the clock in the evening, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِيْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِيْشَةً ضَنْكًا وَّنَحْشُرُهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ
اَعْمٰى ○ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِيْٓ اَعْمٰى وَقَدْ كُنْتُ بَصِيْرًا ○ قَالَ
كَذٰلِكَ اَتَتْكَ اٰيٰتُنَا فَنَسِيْتَهَا ۚ وَكَذٰلِكَ الْيَوْمَ تُنْسٰى ○
وَكَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ اَسْرَفَ وَلَمْ يُؤْمِنْۢ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ۭ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ
اَشَدُّ وَاَبْقٰى ○ اَفَلَمْ يَهْدِ لَهُمْ كَمْ اَهْلَكْنَا قَبْلَهُمْ مِّنَ الْقُرُوْنِ
يَمْشُوْنَ فِيْ مَسٰكِنِهِمْ ۭ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيٰتٍ لِّاُولِي النُّهٰى ○

[ترجمہ : اور جس نے میری یاد سے روگردانی کی تو اس پر معیشت تنگ کر دی جائے گی (اس کو
دنیا کی کسی دولت سے تسکین خاطر حاصل نہ ہوگی) اور اس کو ہم قیامت کے دن
اندھا اٹھائیں گے وہ کہے گا اے میرے پروردگار تو نے مجھے اندھا کیوں اٹھایا اور میں
(دنیا میں) تو آنکھوں والا تھا فرمایا جائے گا وہاں یعنی دنیا میں تو اسرار باطن سے اندھا
رہا اس آخرت کو نہ سمجھا اللہ اور اس کے رسول پر ایمان نہ لایا یہ باطن کی دنیا ہے اس
لئے تو اندھا اٹھا ہے۔]

(اللہ تعالیٰ) فرمائے گا یوں ہی تیرے پاس ہماری آیتیں (ہماری کتابیں ہمارے رسول ہماری نشانیاں) پہنچی تھیں پھر تو نے انہیں بھلا دیا (ان کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھا ان کا کچھ خیال نہ کیا) اسی طرح آج تجھ کو بھلا دیا جائے گا (کوئی تیرا خیال نہ کرے گا) یہاں ظاہر آنکھوں کی نہیں باطنی نور کی جزا ہے۔

اور اس طرح ہم اس کو سزا دیں گے جو حد سے نکلا (یعنی کفر کیا) اور اپنے رب کی آیتوں پر (اسکی بات پر) ایمان نہ لایا اور آخرت کا عذاب تو بڑا سخت اور دیرپا ہے جو سختی اور تکلیف دنیا میں کوئی تصور بھی کرے آخرت کا عذاب اس سے بھی سخت تر اور بہت باقی رہنے والا ہے آخرت کے عذاب کے تو یہ منکر ہیں۔

کیا انہوں نے اس بات سے سبق نہ لیا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتوں کو غارت کر دیا جن کی قدیم آبادیوں میں یہ لوگ چلتے پھرتے ہیں اگر یہ لوگ ذرا غور کریں (تو) بے شک اس میں عقل والوں کے لئے بڑی نشانیاں ہیں۔

جناب چیئرمین : جزاک اللہ۔ سید عبداللہ شاہ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

Syed Abdullah Shah : Sir, I had given three adjournment motions and also made an application that they may be taken out of turn because of their importance, they were pertaining to Sindh. The office told me that Prof. Khurshid Ahmed has already made a motion under Rule 194 and, therefore, these motions may not reach the House but you can discuss them on the discussion of Prof. Khurshid Ahmed's motion. Now I do not find Prof. Khurshid here.

Mr. Chairman : I think, it will be better if you discuss it with me in my chamber. I will call for the file and I will look into that as what to do.

Syed Abdullah Shah : Sir, my submission is that at the moment every Pakistani is seriously worried about the situation in our province. So, I request the House through you and also the Ministers that if they could fix one or two days for discussing this whole issue and we also be given a proper briefing by the Government as to what they are trying to do, that will be very nice, because rules should not come in our way.

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے' وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! اس سلسلے میں حکومت نے پہلے ہی فیصلہ کیا ہے کہ ہم خود چاہتے ہیں کہ ہم تحریک پیش کر دیں اور اس کے اوپر جو بھی آپ مناسب سمجھیں ایوان مناسب سمجھے جتنے دن بھی اس کے اوپر بحث کرانا چاہیں ہم اس کے لئے تیار ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے جی۔ I think that is a very good gesture.

جناب منظور احمد گچکی : کل رکھ دیں جناب۔

Syed Abdullah Shah : Sir, this is a most important issue.

جناب چیئرمین : تو کیا آپ پھر چاہتے ہیں کہ باقی ایجنڈا ٹیک اپ نہ کیا جائے۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب اس کو کل رکھ دیں' آرڈر آف دی ڈے پر آ جائے گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین : وہ تو کہہ رہے ہیں آج رکھ دیں ان کو تو کوئی اعتراض نہیں۔

جناب منظور احمد گچکی : جناب آج تو غیر سرکاری کارروائی کا دن ہے آج تو یہ ایجنڈے میں نہیں۔

جناب چیئرمین : وہ تو کہہ رہے ہیں آج رکھ دیں ان کو تو کوئی اعتراض نہیں

Ch. Abdul Ghafoor : Right now, I have no objection, Sir.

لیکن جناب قانون سازی کے لئے ہماری اولین ترجیح ہے............

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ہمیں کچھ کام کرنا چاہئے اور اس کے لئے میں یہ تجویز کرتا ہوں کہ ہم ہفتے میں ہر روز صبح meet کر کے اس مسئلے پر بحث کریں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : اس میں بڑے مسائل ہیں ان سب کو زیر بحث لایا جائے اور چھٹی کا جو سلسلہ ہے اب یہ ختم ہونا چاہئے بحث کرنی چاہئے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین : رخصت کی درخواستیں'

جناب محمد علی خان صاحب سرکاری وفد کے ساتھ حج پر گئے ہوئے ہیں انہوں نے مورخہ 18 تا

23جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے' کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : ڈاکٹر بشارت الٰہی ملک سے باہر ہیں انہوں نے مورخہ 18 تا 28 جون ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : خواجہ حمید الدین سیالوی صاحب ذاتی وجوہات کی بنا پر مورخہ 18 تا 21 جون ایوان میں شرکت نہیں کر سکے اور انہوں نے رخصت کی درخواست کی ہے'

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین : سرتاج عزیز صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں انہوں نے 24 جون کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے اس کے علاوہ تسنیم نواز گردیزی صاحب اور صدیق کانجو صاحب نے اطلاع دی ہے کہ وہ ملک سے باہر ہیں اور وہ اجلاس میں 18 تا 25 جون شرکت نہیں کر سکیں گے۔

ADJOURNMENT MOTIONS

جناب چیئرمین : تحریک التوا نمبر 3 'ڈاکٹر محمد ریحان صاحب۔

PRIVILEGE MOTION ; RE : EXPLOSION IN NOWSHERA CANTT. RESULTING IN DEATH OF 3 CHILDREN

Dr. Muhammad Rehan : A very sad tragedy has occurred in Nowshera Cantt. on Friday, the 13th March, 1992 on account of the explosion of an explosive lying in a rain fed stream resulting in the death of three young children and seriously wounding a person. These live missiles and rockets have been still lying in the various parts of the cantonment and the adjoining villages which had blown on account of a blast in the ammunition depot, Nowshera on 31st May, 1991.

Though the concerned authorities had stated that the affected areas had been comed and on all clear signals had been given but such incidents had happened in the past few months and the recent one was the most tragic.

1. The matter is of recent occurrence.

2. It concerns the Federal Government as the ammunition depot and explosives are exclusively under the control of the Federal Government.

3. It is of high national importance as fatal accidents are taking place.

Ch. Abdul Ghafoor : Sir, in this behalf, if you allow me to make a statement on this point and subsequent to that if you consider it necessary, I have no objection if the....

Mr. Chairman : First we listen to them. Let us have your arguments on the admissibility ?

سید فصیح اقبال : اس پر میری بھی (موشن) ہے۔

جناب چیئرمین : آپ کی بھی اسی مسئلے پر ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جی اس پر میری بھی ایک ہے۔

Syed Fasih Iqbal : Mr. Chairman it has been reported that on 13th March 1992, an explosive lying in a rain flowing stream has exploded in Nowshera Cantt. resulting in death of 3 young children and wounded one person. The missiles and rockets are lying in various parts of the Nowshera which were blown on account a blast in the ammunition depot, Nowshera on 31st May, 1991.

This accident is of recent occurrence. I move that the normal business of the Senate may be suspended to discuss this matter.

جناب چیئرمین : راجہ افضل صاحب آپ کی بھی اسی مسئلے پر ہے۔

راجہ محمد افضل خان : جناب والا! میں موشن کو پڑھتا نہیں ہوں اس مقتدر ہاؤس کا وقت بچانے کے لئے۔ صرف اتنی گزارش کروں گا کہ یہ ایک بڑی اہمیت کا مسئلہ ہے ہمارے ایمونیشن ڈپو جو ہیں یہاں پر اوجڑی بلاسٹ ہوا اس پر آج تک کسی قسم کی۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : بعد میں آپ تفصیل سے بات کریں گے آپ نے اس وقت صرف move کرنا ہے۔

راجہ محمد افضل خان : تو میں پہلے mover کو second کرتا ہوں۔

جناب منظور احمد گچھکی : ٹھیک ہے جی۔ ڈاکٹر ریحان صاحب۔

ڈاکٹر محمد ریحان : یہ آپ کو یاد ہو گا کہ پچھلے سال 31 مئی کو نوشہرہ ایمونیشن ڈپو میں ایک بڑا افسوسناک بلاسٹ ہوا تھا جس سے کافی تباہی مچ گئی تھی اور اس کے ساتھ راکٹ اور میزائل صرف نوشہرہ کینٹ میں نہیں بلکہ آس پاس دور دراز تک پھیل گئے تھے اس سے کافی انسانوں کی جانیں بھی ضائع ہو گئیں تھیں اور زخمی بھی ہوئے تھے مکانات تباہ ہوئے تھے اور بہت سانقصان ہوا تھااور وہ تباہی کا منظر آج تک سب کو یاد ہو گا اس کے بعد وہاں بتایا گیا کہ اس کے جو آرمی کی طرف سے جو محکمہ concerned ہوتا ہے انہوں نے comb بھی کر دی ہے اور جدھر جدھر بھی یہ live میزائل اور راکٹ وغیرہ پڑے تھے وہ انہوں نے اٹھا لئے ہیں لیکن یہ بڑی افسوسناک حقیقت ہے کہ پچھلے سال سے لیکر نہ صرف 13 مارچ تک بلکہ ابھی تک کئی بار نہ صرف نوشہرہ کینٹ بلکہ کئی گاؤں میں کیونکہ وہاں تو لوگوں کو معلوم نہیں ہوتا۔ نوشہرہ کینٹ تو اربن ایریا ہے لیکن وہاں لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ کوئی لوہے کا ٹکڑا ہے شاید یہ ان کے کام آجائے اسے بیچ دیں گئے یا اس کا کچھ کر لیں گے یا بچے اس کے ساتھ کھیل لیتے ہیں تو یہ افسوسناک واقعات دن بدن رونما ہوتے رہتے ہیں اسکو جب ہاتھ لگاتے ہیں تو وہ explode ہو جاتا ہے اور جس کا میں نے ذکر کیا تین چھوٹے چھوٹے بچوں نے ایک ٹکڑا اٹھایا اور اسے توڑنا چاہا تو ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ان کی بوٹیاں جو تھیں وہ بکھر گئیں اس کے علاوہ کئی جگہوں سے نالیوں سے ادھر ادھر سے یہ ایمونیشن اب بھی نکالا جاتا ہے تو میں اس ضمن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ بڑا افسوسناک واقعہ تھا جو رونما ہوا accident بھی ہوتے رہتے ہیں ہو سکتا ہے کوئی sabotage activity ہو جو کچھ بھی ہو حکومت کا فرض ہوتا ہے وہ اس قسم کے واقعات کے بعد ایسی احتیاطی تدابیر اختیار کرے اور کسی جگہ بھی live قسم کی ایمونیشن پڑی ہو اس کو ہٹائے یہ اچھی بات ہے ہماری حکومت کویت میں فوج بھیج رہی ہے demining کیلئے اسی طرح افغانستان میں demining کے لئے "operation salam" ایک منصوبہ ہے لیکن افسوس کی بات ہے اپنے ملک میں اس طرف توجہ نہیں دی جا رہی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور ایوان کی معمول کی کارروائی روک کر اس پر بحث ہونی چاہئے۔ شکریہ

جناب چیئرمین : جی جناب فصیح اقبال صاحب۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین صاحب! جیسے میرے معزز سینٹر بھائی نے بتایا کہ یہ اوجڑی کیمپ کے ناگہانی واقعہ کے دو سال بعد ہوا۔ اوجڑی کیمپ کا واقعہ پاکستان کی تاریخ میں ایک بدترین واقعہ ہے اور اس انکوائری کی سزا ہمارے جمہوری اداروں نے بڑی بھگتی ہے اور اس سلسلے میں، میں repeat نہیں کرنا چاہتا اس وقت کے وزیر اعظم نے انکوائری کے لئے یہ نوٹ بھیجا۔ آپ کو پتہ ہے کہ ہمارے اس ملک میں disciplined forces نے جو اس ملک کا حصہ ہیں ہمارے بھائی ہیں اور ان کو سوچنا چاہئے کہ ملک سب لوگوں کا ہے خواہ وہ فوج میں ہوں خواہ سول ملازمین ہوں خواہ وہ پارلیمنٹ کے نمائندے ہوں خواہ وہ عام کونسلر ہوں جب یہ انکوائری ہوئی تو آج تک یہ پتہ نہیں چلا کہ اوجڑی کیمپ کا واقعہ کیسے ظہور پذیر ہوا اور اس میں اتنی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں اور خدا نے بڑا کرم کیا اتنے بم پھٹے اور اسمیں نقصان جو ہونا چاہئے تھا تھا وہ نہیں ہوا اس وجہ سے کچھ ایسے حالات ہوئے آپ کا جہاز اڑ رہا تھا وہ بچ گیا ایسے ہمارے بہت سے Sensitive vital installations پنڈی میں ہیں وہ بچ گئے لیکن اس سلسلے میں کم از کم انکوائری رپورٹ کو پارلیمنٹ میں آنا چاہئے تھا عوام کو پتہ چلنا چاہئے تھا تاکہ آئندہ اس قسم کے اور واقعات ظہور پذیر نہ ہوں اور یہ افسوس کا مقام ہے کہ منسٹری آف ڈیفنس جو ایک ذمہ دار وزارت ہے اس سے پہلے بھی ہمارے ایک سول وزیر اور آج بھی ہمارے ماشاء اللہ غوث علی شاہ صاحب ہیں وہ اس وقت موجود نہیں ہیں ان کا کام تھا کہ آج کم از کم ایوان میں اوجڑی کیمپ کے بارے میں بیان دیتے بلکہ کیبنٹ میں فیصلہ ہوا تھا کہ تمام ڈپوز شہری آبادی سے دور کر دیئے جائیں گے جب انگریز نے یہ چھاؤنیاں بنائی تھیں آج وہ شہر کا حصہ بن چکے ہیں یہ صرف نوشہرہ ہی نہیں پاکستان کے دوسرے علاقوں میں بھی لاہور میں بھی ordnance depots ہیں ایک واقعہ ہوا تھا اوجڑی کیمپ سے پہلے اس کے باوجود کسی نے سبق نہیں لیا مجھے افسوس ہے کہ ایسے موقع پر جہاں دفاعی امور کے ایکسپرٹ ہیں ایک layman کی بات نہیں جانتے کہ ordnance ڈپو یا اسلحہ کے ڈپوز شہر سے کافی دور رکھے جاتے ہیں اور نوشہرہ کے سلسلے میں مجھے پتہ چلا ہے یہ بھی شہر سے اتنا دور تھا اگر گنجان آبادی والا علاقہ ہوتا تو وہاں بڑی قیمتی جانیں ضائع ہو جاتیں اور لوگوں کا بڑا نقصان ہوتا لیکن اس کا رخ ایسا تھا کہ کچھ گاؤں میں اس کے شل پڑے کچھ شہر میں پڑے لیکن نقصان نہیں ہوا لیکن جو کچھ بھی نقصان ہوا ہے یہ غفلت کی وجہ سے ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ جو ادارے اس کے ذمے دار ہیں ان کے خلاف آج تک پاکستان

میں کوئی accountability نہیں ہوئی یہی وجہ ہے کہ ہم non-serious ہیں صرف بحث کے لئے مسئلہ اٹھا لیتے ہیں لیکن اس کا تدارک نہیں ہوتا میں یہ چاہوں گا کہ اوجڑی کیمپ کے سلسلے میں حکومت واضع طور پر بتائے جو انکوائری تھی آخر اس کا کیا بنا اور آئے دن کے جو واقعات ہیں ان کے تدارک کے لئے حکومت نے کیا قدم اٹھایا ہے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ راجہ افضل صاحب۔

راجہ محمد افضل خان : شکریہ جناب چیئرمین! میں بھی اس پر یہی بات کرنا چاہ رہا تھا میں نے پہلے بات شروع کی تھی تو آپ نے حکم دیا کہ میں بعد میں گزارشات کروں فصیح اقبال صاحب نے اس پر کافی مدلل بات کی ہے اس میں، میں صرف ایک گزارش کرنا چاہوں گا جہاں تک یہ بات ہے کہ پہلے بھی بلاسٹ ہوئے انکوائریز رپورٹ آج تک نہیں آئی ہیں بہر حال وہ نہ آئی ہیں اور نہ آنی ہیں گزشتہ 40 سال میں اس سے بھی بڑے بڑے واقعات ہو گئے صرف اتنی گزارش کرنی ہے کہ سب سے زیادہ جانی نقصان بلاسٹ سے ہوتا ہے لیکن ڈیفنس والے شہروں میں سکریپ بیچ دیتے ہیں جیسے اوجڑی کیمپ میں بلاسٹ ہوا اس کے بعد لاہور میں کئی جگہوں پر پشاور میں جو لوگ سکریپ خرید کر لے گئے اور اپنی دکانوں پر یا اپنے گودام میں رکھا وہاں پر کافی سارے جانی نقصان ہوئے تو اس میں بھی اسی طرح ہوا ہے جب کوئی بلاسٹ ہو جاتا ہے جناب سکریپ کوئی اتنی قیمتی چیز نہیں ہے کہ انسانی جان سے زیادہ پیسہ اس سے ملتا ہے تو گزارش یہ کرنی ہے کہ عام منڈی میں سکریپ کو نہ بیچا جائے اور اگر کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو اسکے بعد فوری اقدامات اٹھانے چاہئیں۔ جیسے کہ پہلے ایک دفعہ فیصلہ ہو چکا ہے کہ اسلحہ کے ڈپوؤں کو شہروں سے بہت باہر لے جایا جائے۔ بہت سارے ایسے شہر ہیں جن میں یہ ڈپوز ہیں۔ جیسے کہ میرا شہر جہلم ہے۔ اس کے بالکل قریب، بلکہ اس کے اندر ایک بہت بڑا اسلحہ کا ڈپو موجود ہے۔ خدانہ کرے کہ کوئی ایسا واقعہ ہو جائے تو ایسے شہر جن میں یہ ڈپو ہوتے ہیں، تو پورے کے پورے شہر تباہی کا منظر پیش کرتے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ ایک تو اس قسم کے احتیاطی اقدامات اٹھائے جائیں جن سے یہ دھماکے نہ ہو سکیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جو سکریپ ہوتا ہے وہ ہم بازاروں میں بیچ دیتے ہیں، گنجان آبادیوں میں بھیج دیتے ہیں، یہ درست نہیں ہے کیونکہ ان چیزوں سے انسانی جان بہت قیمتی ہوتی ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس پر تفصیل سے بحث بھی ہو اور حکومت کوئی ایسے اقدامات اٹھائے

جس سے خاص طور پر اسلحہ کے ڈپوؤں کا جو سکریپ ہوتا ہے' وہ بازار میں بیچا نہ جاسکے بلکہ اس کو ڈیفنس والوں کی جو فیکٹریاں ہیں وہاں استعمال کر لیا جائے۔ اسے کھلی منڈی میں نہ بیچا جائے تاکہ انسانی جانوں کا ضیاع نہ ہو سکے۔

جناب چیئرمین : چوہدری عبدالغفور صاحب۔

چوہدری عبدالغفور : جناب والا! یہ واقعہ جو ہے یہ انتہائی قابل افسوس ہے جس میں تین بچوں کی جانوں کا ضیاع ہوا اور ایک شخص زخمی ہوا۔ اس واقعہ کے بارے میں جیسے کہ بیان کیا گیا ہے کہ یہ واقعہ 31 مئی 1991ء میں نوشہرہ ڈپو میں پیش آیا۔ اور اس آپریشن کی کلیرنس کے لئے جو ایک اپریشن سٹارٹ ہوا اس کا نام "ثابت قدم" رکھا گیا یہ اپریشن یکم جون سے لے کر 31 اکتوبر 1991ء' پانچ ماہ تک سول ایڈمنسٹریشن اور آرمڈ فورسز نے مل کر مکمل کیا۔ اس میں انتہائی قیمتی جانیں ضائع ہوئیں' جب یہ واقعہ ہوا تو اس میں 21 آرمی کے جوانوں اور دو آرمی کے آفیسروں کی جانیں ضائع ہوئیں اور اسی طرح 42 افراد کو شدید قسم کی چوٹیں آئیں اور ان میں سے پانچ کے اعضا کاٹنے پڑے اس ماہ کے اپریشن میں ایک لاکھ پچھتّر ہزار نو سو پچاسی bombs اور دوسرا اسلحہ بر آمد ہوا۔ اس آپریشن میں 700 آرمی جوانوں نے حصہ لیا' اس میں ہر طرح کی احتیاطی تدابیر اختیار کی گئیں کہ اس 10 کلومیٹر ایریا میں کوئی بھی bomb یا اس قسم کا اسلحہ جو بکھرا ہوا ہے' باقی نہ رہے۔ یہ کوشش بھی کی گئی کہ ہر جگہ ان کو تلاش کیا جائے۔ اس مقصد کے لئے بار بار اعلان کیا گیا ہے کہ جو شخص بھی اس قسم کی کوئی چیز دیکھے' خواہ یہ دھات کا کوئی ٹکڑا ہی کیوں نہ ہو' اس کے بارے میں متعلقہ آدمی کو مطلع کرے۔ لیکن ہمارے ہاں اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کچھ غیر قانونی طور پر جیسے کہ ابھی بیان کیا گیا ہے' اپنی لاعلمی کیوجہ سے پاس رکھ لیتے ہیں۔ اسکے علاوہ کچھ ایسی جگہیں بھی ہوتی ہیں جو کہ واقعی نوٹس میں نہیں آ سکتیں اور ممکنہ حد تک یہ possibility ہو سکتی ہیں کہ ایسی جگہیں موجود ہوں جیسے کہ Ditches ہیں' نالے ہیں۔ کیونکہ وہاں terrain land یعنی زمین کی سطح ایسی ہے کہ یہ اونچی نیچی ہے' کئی جگہوں پر کنویں ہیں' ponds ہیں fields ہیں اور کچھ ایسے برساتی نالے ہیں جن کی وجہ سے امکانات ہو سکتے ہیں یہ وہاں پڑا رہا ہو۔ اس بات کے لئے پوری precautions اختیار کی جانی چاہئے تھی جب اس قسم کے دو تین واقعات ہوئے تو تب

لوگوں نے بتانا شروع کیا کہ فلاں جگہ ایسی چیز موجود ہے اور اس شہادت کے ملنے کے بعد ایسے واقعہ کی اطلاع ملنے کے بعد دوبارہ اس علاقے کی تلاش کی گئی اس طرح یہ سارا اپریشن جو ہے یہ اب تقریباً مکمل طور پر ختم ہو چکا ہے لیکن possibility rule out نہیں کی جا سکتی، کہ سکتا ہے کہ کسی جگہ کوئی bomb یا ایسا اسلحہ موجود ہو جو حادثہ کا باعث بن سکے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات صحیح ہے کہ بے شک نوشہرہ کا ڈپو شہری آبادی سے اتنا قریب نہیں تھا مگر کئی ایک شہروں میں، جگہوں میں ایسے ڈپوز موجود ہیں، جس سے انسانی جانوں کو accident کی شکل میں خطرہ لاحق ہو سکتا ہے تو گورنمنٹ اس بارے میں پہلے بھی کافی رپورٹیں تیار کر چکی ہے اور gradually اس کوشش میں ہے کہ ان کو باہر، شہروں سے، شفٹ کیا جائے۔ تاہم اس میں بہت سارے سرمائے کی اور ٹیکنیکل چیزوں کی ضرورت پڑتی ہے تاکہ ایسے ڈپوؤں کو باہر منتقل کیا جا سکے۔ تو یہ وہ وجوہات ہیں جن کی وجہ سے لوگوں نے illegal possession میں یہ چیزیں لاعلمی کی بنا پر رکھیں۔ اور یہ واقعہ پیش آیا، اس کے بارے میں عرض ہے کہ یہ میٹریل ایک ایسے نالے میں تھا جہاں سے پہلے یہ detect نہیں ہو سکا جس کی وجہ سے جانوں کا ضیاع ہوا۔

جناب چیئرمین: تو اس کے بعد بھی حکومت نے دوبارہ combing کی۔

چوہدری عبدالغفور: جی، اس کے بعد کئی areas ایسے ہیں جن کو دوبارہ comb کیا اور جب لوگوں نے اس بارے میں نشاندہی کی، تو دوبارہ اپریشن کے تحت کئی ایک جگہوں پر تلاشی لی گئی ہے اور ہر ممکنہ یہ کوشش کی جا رہی ہے کہ ایسے حادثات دوبارہ رونما نہ ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میرے فاضل دوست اس یقین دہانی کے بعد کہ حکومت اپنی طرف سے precautions لے رہی ہے اور لے چکی ہے اور آئندہ بھی لے گی، اپنی اس motion کو press نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین: ان کی ایک تجویز دی تھی کہ ایسے واقعات کے بعد سکریپ کے طور پر جو سامان بیچا جاتا ہے، وہ صحیح نہیں ہے۔ اس کے متعلق آپ نے ارشاد نہیں فرمایا۔

چوہدری عبدالغفور: یہ ایک اچھی تجویز ہے اور یہ ایک serious matter ہے لیکن یہ سارا اسکریپ کسی طور پر سٹور نہیں کیا جا سکتا لیکن precautions ضرور لی جا سکتی ہیں کہ اس کو اچھی طرح سے ایگزامن کیا جائے، اور پھر اس کو dispose of

کیا جائے۔ اور یہ ایکسپرٹ سے سرٹیفکیٹ لینے کے بعد کیا جائے۔ اس کو باقاعدہ سرچ آؤٹ کیا جائے' detection کے بعد dispose of کیا جائے۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب' اس یقین دہانی کے بعد دوبارہ بھی یہ اپریشن کیا گیا ہے اور اس میں پوری احتیاط برتی گئی ہے' تو کیا اپنی اس موشن کو پریس کریں گے؟

ڈاکٹر محمد ریحان : جناب والا! میں ذرا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جیسے وزیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس واقعہ کے بعد comb کی گئی تھی لیکن اس کے بعد ایک واقعہ ہوا جو مجھے یاد ہے کہ ایک نالے کے پاس۔۔۔

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں کہ مکمل طور پر صفائی ممکن نہیں اور ایک آدھ واقعہ ہو بھی سکتا ہے۔ تاہم حکومت نے اپنی طرف سے پوری کوشش کی ہے اور آئندہ بھی کرے گی۔

ڈاکٹر محمد ریحان : میں ذرا عرض کرتا ہوں کہ ایک واقعہ بعد میں ہوا جب اسے لوگوں نے دیکھا تو مجھے بھی بلایا' اسکے اسٹیشن ہیڈ کوارٹرز سے contact کیا گیا لیکن انہوں نے کہا کہ آج تو جمعہ ہے اور کوئی متعلقہ آفیسر موجود نہیں ہے۔ یعنی میں یہ عرض کرتا ہوں کہ انہوں نے کہا ہے کہ احتیاطی تدابیر اختیار کی گئی ہیں لیکن کیا احتیاطی تدابیر کی گئی ہیں۔ ان کو کہنا ٹھیک ہے کہ کہیں کوئی چیز رہ گئی ہو گی میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ جب کوئی چیز نظر آتی ہے تو اس کا نوٹس نہیں لیا جاتا ہے۔ ہم نے پھر پولیس سے رابطہ قائم کیا' انہوں نے کہا کہ بھائی ہمارے پاس تو اس کا انتظام نہیں ہے اور اسکے لئے پشاور سے آدمی بلانا ہو گا' ٹرانسپورٹ نہیں ہے' یعنی یہ لوگوں کا مسئلہ ہے' اور جو agencies ہیں وہ اپنے آپ کو اس کا ذمہ دار نہیں سمجھتی ہیں تو میں یہ ریکارڈ پر لانا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس قسم کی چیزیں رونما ہو رہی ہیں۔ اگر وزیر صاحب ان کو دوبارہ لکھیں کہ اس قسم کے واقعات کے بارے میں بھی الرٹ رہیں اور ایسے واقعات سے نمٹنے کے لئے کوئی نہ کوئی آدمی ڈیوٹی پر موجود رہے۔ کیونکہ اگر کسی نے نوٹس نہ لیا تو پھر تو کسی نہ کسی وقت بڑی تباہی مچ سکتی ہے۔

جناب چیئرمین : آپ نے بڑا اچھا کیا ہے کہ حکومت کے نوٹس میں لے آئے ہیں' وہ پہلے بھی کہہ چکے ہیں اور دوبارہ انہوں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ ہم پوری احتیاط سے دیکھیں گے کہ کوئی ایسا واقعہ نہ ہو۔

جناب محمد ریحان : بس' ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین : فصیح صاحب' کیا آپ بھی اس یقین دہانی کے بعد اسے پریس نہیں کرتے۔

سید فصیح اقبال : جناب والا! ان کی یقین دہانی بڑی مثبت ہے۔ لیکن بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک تو اوجڑی کیمپ کی بات نہیں کی ہے۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : اس کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے۔

سید فصیح اقبال : جناب بات یہ ہے کہ قوم کو تو اعتماد میں لینا چاہئے۔

جناب چیئرمین : جب اوجڑی کیمپ کا مسئلہ آئے گا تو اس پر بات کریں گے۔ آپ ابھی نوشہرہ کی بات کریں۔

سید فصیح اقبال : اس سے متعلق اس لئے ہے کہ اس واقعہ کے بعد ہی خبر آئی تھی کہ کابینہ نے فیصلہ کر لیا ہے کہ جن شہروں میں یہ ڈپو ہیں ان کو شہروں سے باہر منتقل کر دیا جائے گا۔

جناب چیئرمین : وہ ایک علیحدہ مسئلہ ہے۔

سید فصیح اقبال : دیکھیں ناجی' یہ واقعہ ہوا ہے ناں' دو سال کے بعد' یا تو یہ یقین دہانی کرائیں کہ اس رپورٹ کو بھی منظر عام پر لائیں گے۔

جناب چیئرمین : وہ تو کوئی نہیں کرا سکتا' آپ ابھی نوشہرہ کے بارے میں بات کریں۔

سید فصیح اقبال : اس سے کیا حکومت کو خطرہ ہے۔ آپ کیا فرما رہے ہیں۔

جناب چیئرمین : نہیں نہیں' یہ ایک پرانا مسئلہ ہے۔ اس کو آپ علیحدہ لائیں پھر اس کو دیکھ لیں گے۔

سید فصیح اقبال : تو پھر عرض یہ ہے کہ ہم چاہتے تھے کہ اس وقت کم از کم وزیر دفاع ہوتے ان سے پالیسی سٹیٹمنٹ لیتے۔ اب انہوں نے اپنی طرف سے ایک اچھے وکیل کی طرح دلائل دے کر مطمئن کرنے کی کوشش کی ہے۔ ہم مطمئن بھی ہو جائیں گے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا انہوں نے صرف پاکستان کے دیگر شہروں کے لئے حفاظتی اقدامات کئے ہیں یا صرف نوشہرہ کے لئے کئے ہیں۔ اس کے بارے میں صرف بتا دیں۔

جناب چیئرمین : اچھا، جی راجہ صاحب، آپ بھی کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ کیا آپ پریس کریں گے وزیر صاحب کے بیان کے بعد یا نہیں۔

راجہ محمد افضل خان : میں عرض کرتا ہوں کہ چوہدری عبدالغفور صاحب نے واقعی بڑی دلیل سے بات کی ہے۔ میں ان سے بڑا متاثر بھی ہوا ہوں، لیکن ایک بات جو میں نے گزارش کی تھی، اس میں میں تھوڑی سی ایڈیشن یہ کروں گا کہ پاکستان میں دنیا بھر سے سکریپ آ رہا ہے مگر جو میں ہاؤس کی اطلاع کے لئے اب عرض کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ افغانستان میں جتنا سکریپ ہے اس کو خریدنے کے لئے تمام بیوپاری جو ہیں وہ افغانستان میں پہنچے ہوئے ہیں اس طرح اس نے بھی پاکستان آنا ہے تو میں اس لئے عرض کر رہا تھا کہ وزیر صاحب یہ بتا دیں کہ اگر وہاں سے سکریپ آنا ہے تو اس کے لئے کیا کوئی preventive measures اختیار کئے گئے ہیں، خدا نہ کرے کہ کوئی ایسا بلاسٹ ہوتا ہے خاص طور پر شہروں میں تو اس کے بارے میں کوئی یقین دہانی کرا دیں تو میں اسے پریس نہیں کروں گا۔

چوہدری عبدالغفور : میں نے عرض کیا ہے یہ ایک بڑا سیریس میٹر ہے۔ گورنمنٹ اور کوئی بھی ادارہ یہ نہیں چاہتا کہ جو قیمتی اسلحہ ہے اس کا ضیاع اس طرح کیا جائے۔ اس کے لئے ہر ممکن جو precautions ہیں وہ لی جا رہی ہیں۔ یہ نوشہرہ کے بارے میں لی جا رہی ہیں اور باقی ڈپوؤں کے بارے میں بھی لی جا رہی ہیں۔ اور اس سکریپ کے بارے میں بڑی واضح ہدایات جاری کی جا چکی ہیں، تاہم میں دوبارہ بھی ان کو ایک دفعہ لیٹر لکھ دوں گا۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ اس کو دوبارہ لکھ دیں۔ میرا خیال ہے کہ چونکہ غوث علی شاہ موجود نہیں ہیں، ان کے نوٹس میں بھی یہ لے آئیں، کیا defence کا کوئی representative گیلری میں موجود ہے؟

چوہدری عبدالغفور : جی ہاں، ابھی میرے پاس وہ موجود تھے، میں ان کو تحریری طور پر مطلع کروں گا۔

جناب چیئرمین : جی، ضرور کریں۔ اور یہ بھی ان کو بتائیں کہ اس محکمے کا سنیئر آفیسر موجود ہونا چاہئے۔ جس وقت یہ مسئلے زیر بحث آئیں تا کہ وہ خود نوٹ لے سکیں۔

چوہدری عبدالغفور : جی ان کا جوائنٹ سیکریٹری موجود ہے۔

جناب چیئرمین : ڈیفنس کے بارے میں اگر ایڈجرنمنٹ موشن ہے تو ان کا ایک سینئر آفیسر موجود ہونا چاہیئے۔

چوہدری عبدالغفور : جی ہاں ان کا جوائنٹ سیکریٹری موجود ہے۔

Mr. Chairman : So in the light of the statement of the Minister the honourable Senators have not pressed their adjournment motions but I am grategul and I think the House is grateful for bringing this matter of very great importance to the notice of the Minister. The next adjournment motion is No. 15-Tariq Chaudhry and Akhunzada Behrawar Saeed Sahib on blast near Oil and Gas Pipeline in Sindh.

جناب محمد طارق چوہدری : اس کی الگ سے لینے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے یہ سندھ کے جو حالات ڈسکس ہوں گے اس میں آ جائے گا۔

So this is not pressed. Next is Syed Iqbal Haider No. 19 on the alleged un-authorized collection of property tax by CDA.

Syed Iqbal Haider : Thank you Mr. Chairman. I request that the ordinary business of the House may be suspended to consider the following adjournment motion of urgent nature and of public importance.

The News of Saturday, the 29th February, 1992 published that the Capital Development Authority has been collecting property tax from residents without any legal authority for the period from 1989-90 and 1990-91 and 1991-92 whereas CDA was authorized to collect property tax in August, 91 only. Rate of property tax is also highly exorbitant and unreasonable.

The above-mentioned motion raises an urgent important issue of public interest it therefore deserves to be discussed and admitted in the House at the earliest.

Mr. Chairman : Is it being opposed.

Ch. Assadur Rehman : Opposed, Sir.

Mr. Chairman : It is being opposed. Could you (Syed Iqbal Haider) give us your arguments on this ?

Syed Iqbal Haider : Mr. Chairman, I would just briefly state that by law no tax can be imposed with retrospective effect. When the property tax was only authorized in August, 1991 then CDA has no authority, no moral or legal authority to force the residents, the owners of the houses in Islamabad to pay property tax for the year 1988-89 and 1990-91. Mr. Chairman, this is a serious violation of law.

Mr. Chairman : Just a minute, Raja Afzal Sahjib is on a point of order I think.

راجہ محمد افضل : جی ہاں جناب والا! میرے علم کی حد تک یہ معاملہ کورٹ میں ہے۔

جناب چیئرمین : بہر حال یہ وزیر صاحب بتا دیں گے ان کو بات کرنے دیں۔ جی سید اقبال حیدر صاحب۔

Syed Iqbal Haider : Mr. Chairman, this a very serious violation of law and a statutory authority like CDA acting in total utter disregard to law, is setting a very very unhealthy precedent and promoting lawlessness in the country. I strongly plead that this action of the CDA must be taken serious notice of and CDA should be warned and punished as to why is it acting in an illegal and lawless manner. Thank you very much Mr. Chairman.

Mr. Chairman : Yes, honourable Minister—Ch. Assadur Rehman Sahib.

چوہدری اسد الرحمن : جناب چیئرمین! جہاں تک یہ پراپرٹی ٹیکس levy کرنے کا تعلق ہے تو یہ 90-1989ء کی بجٹ speech میں اس وقت کے وزیر مملکت خزانہ جناب احسان الحق پراچہ صاحب نے یہ ٹیکس levy کیا میں ان کی speech بھی پڑھ دیتا ہوں۔

"Property in Islamabad territory has hither to been exempted from any kind of tax. The exemption was initially provided for attracting private investment now that the situation has changed and the property prices and rents have soared, it is proposed that the Municipal tax at the rate of fifteen per cent of the annual rental value of the property be levied in

Islamabad. An estimated income of sixty-two million rupees will reduce the CDA's expenditure on municipal services and budget would be relieved of the burden to that extent."

جناب چیئرمین یہ اس وقت levy کیا گیا تھا اور اسی کیبنٹ کا فیصلہ جو 7 مئی 1990ء کو جو اس وقت کی کابینہ تھی ان کے فیصلے کے مطابق یہ ٹیکس وصول کیا۔ یہ factual position ہے۔ اس سے پہلے اسلام آباد میں چونکہ حکومت چاہتی تھی کہ پرائیویٹ انوسٹمنٹ ہو لوگ اس شہر کی آباد کاری میں دلچسپی لیں تو یہ ٹیکس نہیں لگایا گیا اب چونکہ حالات بدل گئے تھے تو میونسپل سروسز چونکہ .C.D.A مہیا کر رہی تھی تو اس کا بوجھ مرکزی حکومت سے کم کرنے کے لئے یہ ٹیکس levy کر دیا گیا یہ اس وقت کی حکومت نے کیا اور اسی فیصلے کے تحت یہ وصول کیا گیا۔ تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر تو کچھ لوگوں نے' یہ نیوز آئیٹم میں بھی یہ چیز provided ہے

the CDA has been collecting this tax at the above rates since 1989 without any legal justification.

تو میں کہتا ہوں کہ جو ٹیکس 1989ء سے اس نیوز آئیٹم کے مطابق وصول کیا جا رہا ہے وہ نہ recent matter رہ گیا ہے اور نہ اس میں urgency ہے کہ اس ہاؤس کا وقت اس میں ضائع کیا جائے۔ لوگوں نے اگر ٹیکس دے دیا ہے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : وہ کہہ رہے ہیں کہ عدالت میں بھی یہ کیس گیا ہوا ہے؟

<u>چوہدری اسد الرحمٰن</u> : جی ہاں اسی نیوز آئیٹم میں ہے

the matter has gone to the court.

تو اگر یہ نیوز آئیٹم کے مطابق کورٹ میں چلا گیا ہے تب بھی subjudice ہے' نہیں ہو سکتا ویسے یہ حالیہ واقعہ نہیں ہے۔ people have already paid the tax اس کی remedies اور موجود ہیں اس ہاؤس کا وقت اس پر ضائع نہیں کرنا چاہئے

if people feel that this was an illegal imposition of tax they can go to the court and some people have gone to the court.

یہ کوئی ایسا معاملہ نہیں ہے جس کو اس ہاؤس میں discuss کیا جائے۔ اس لئے

I oppose this adjournment motion.

Mr. Chairman : An Australian Parliamentary delegation is now

presently witnessing the proceedings of this House, we warmly welcome the delegation.

(Thumping of the desks)

Mr. Chairman : Yes, Iqbal Haider Sahib.

Syed Iqbal Haider : Sir, the reference to the budget speech of Mr. Piracha is incorrect and as much as it was a proposal, it was not implemented forthwith. The implementation of the property tax proposal took place in August 1991 and not before, that is my point and CDA cannot recover it with retrospective effect.

Mr. Chairman : No, the point is that is the matter now in court as somebody pointed out ?

Syed Iqbal Haider : Sir, I have no authentic information. Even then we can discuss it.

جناب چیئرمین : نہیں کیا ضرورت ہے اگر معاملہ عدالت میں زیر غور ہے۔

چوہدری اسدالرحمٰن : یہ اسی نیوز آئیٹم میں ہے جسے refer انہوں نے کیا ہے پہلے تو جناب چیئرمین میری گزارش یہ ہے اگر یہ 1991ء میں بھی impose ہوا یہ حالیہ واقعہ تو ہے ہی نہیں اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اس نیوز آئیٹم میں یہ کہا گیا ہے کہ

"....people have gone to the court."

And then the matter is subjudice.

Mr. Chairman : Then let the court decide. So in the light of the statement of the honourable Minister you (Syed Iqbal Haider) are not pressing this motion ?

Syed Iqbal Haider : In view of this that it is in court.

Mr. Chairman : In view of being subjudice. The time for adjournment motions is over. Next item is item No. 2 on the Orders of the Day—Syed Fasieh Iqbal.

MOTION UNDER RULE 171(I) FOR CONDONATION OF DELAY

Syed Faseih Iqbal : I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate,

1988, the time for presentation of report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Antiquities Act, 1975 [The Antiquities (Amendment) Bill, 1991], be condoned till today.

Mr. Chairman : It has been moved by Senator Syed Fasieh Iqbal that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 the time for presentation of the report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Antiquities Act, 1975 [The Antiquities (Amentment) Bill, 1991], be condoned till today.

(The motion was adopted)

Mr. Chairman : The delay stands condoned. Item No. 3—Syed Faseih Iqbal.

REPORT OF THE STANDING COMMITTEE *RE:* BILL FURTHER TO AMEND THE ANTIQUITIES ACT, 1975—LAID

Syed Faseih Iqbal : I beg to present report of the Standing Committee on the Bill further to amend the Antiquities Act, 1975 [The Antiquities (Amendment) Bill, 1991].

Mr. Chairman : Report stands presented. Item No. 4—Mr. Iqbal Ahmed Khan.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman, Sir, with your kind permission I beg to move that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motions moved by Senators Akhunzada Behrawar Saeed and Syed Faseih Iqbal on the breach of privilege regarding non-allocation of development funds to the Senators, be condoned till today.

Mr. Chairmn : It has been moved by Senator Iqbal Ahmed Khan that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988 delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motions moved by Senators Akhunzada Behrawar Saeed and

Syed Faseih Iqbal on the breach of privilege regarding non-allocation of development funds to the Senators, be condoned till today.

(the motion was adopted)

Mr. Chairman : The delay stands condoned.

Mr. Chairman : They delay stands condoned. Item No. 5, Mr. Iqbal Ahmed Khan.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman, Sir, I present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motions moved by the Senators Akhunzada Behrawar Saeed and Syed Faseih Iqbal on the breach of privilege regarding non-allocation of development funds to the Senators.

Mr. Chairman : The report stands presented. Item No. 6, Iqbal Ahmed Khan.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman, Sir, with your kind permission I beg to move :

> "that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Zahid Akhtar on the breach of Privilege regarding rude and undesirable behaviour of the Managing Director, Karachi Electricity Supply Corporation, Karachi, be condoned till today.".

Mr. Chairman : The question before the House is that it has been moved by Mr. Iqbal Ahmed Khan :

> "that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Zahid Akhtar on the breach of Privilege regarding rude and undesirable behaviour of the Managing Director, Karachi Electricity Supply Corporation, Karachi, be condoned till today.".

Mr. Chairman : The delay stands condoned. Item No. 7.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman Sir, I present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the Privilege Motion moved by Senator Zahid Akhtar on the breach of Privilege regarding rude and undesirable behaviour of the Managing Director, Karachi Electricity Supply Corporation, Karachi.

Mr. Chairman : The report stands presented. Item No. 8.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Sir, I beg to move :

> "that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the motion moved by Senator Khalil-ur-Rehman under Rule 242 for insertion of Rule 142-A in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, for providing for setting up a Committee on Human Rights, be condoned till today."

Mr. Chairman : The question before the House is that it has been moved by Mr. Iqbal Ahmed Khan :

> "that under sub-rule (1) of Rule 171 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, delay in the presentation of report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the motion moved by Senator Khalil-ur-Rehman under Rule 242 for insertion of Rule 142-A in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, for providing for setting up a Committee on Human Rights, be condoned till today."

Mr. Chairman : The delay stands condoned. Item No. 9.

Mr. Iqbal Ahmed Khan : Mr. Chairman, Sir, with your kind permission I present report of the Committee on Rules of Procedure and Privileges on the motion moved by Senator Khalil-ur-Rehman under Rule 242 for insertion of Rule 142-A in the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988, for providing for setting up a Committee on Human Rights.

Mr. Chairman : The reports stands presented. Item No. 10, Mr. Yahya Bakhtiar.

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, I request that these two Bills are very important and they may be deferred till next Sunday as I am not feeling well.

Mr. Chairman : Does the House agree to postpone it till next Sunday.

(Pause)

Mr. Chairman : OK, we will postpone it till next Sunday. This is No. 10 and No. 12. Next we come to Item No. 14.

THE PAKISTAN CITIZENSHIP (AMENDMENT) BILL, 1992

Syed Iqbal Haider: Sir, I beg to move for leave to introduce the Bill to amend the Pakistan Citizenship Act No. II of 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 1992].

Ch. Shujat Hussain: I oppose it.

Mr. Chairman : We will like to make a brief statement on this as to what is this all about.

Syed Iqbal Haider : Sir, the basic object of the amendment proposed by me is to give equal status privileges and entitlement to woman as well as men. The Citizenship Act provides under Section 7 Sir, that if a Pakistani man gets married to a foreigner then his wife will be entitled as a matter of right to acquire citizenship of Pakistan but the same is not true conversely that if a Pakistani woman gets married to a foreigner then her husband is not entitled to the same right of the citizenship as in the case of a wife. So, this is a clear discrimination against women in Pakistan and is causing tremendous hardships and problems to many Pakistani women as you are well aware, Mr. Chairman, many families are separated not only between India and Pakistan but also Pakistan and Bangladesh and many families have migrated to the UAE and other European countries, though they are Pakistanis but got married to a Muslim from a Pakistani origin but having a British nationality, or having a UAE nationality or having a

Saudi Arab nationality and thereby she can not possibly have her husband settled in Pakistan and only on account of denial of the citizenship to her husband she has to live abroad which is totally unfair and very unjust and in violation of Article 25, of the Constitution.

Sir, the Article 25 provides in very clear terms' that all citizens are equal before Law and are entitled to equal protection of law and sub-clause 2 of Article 25 reads :

"that there shall be no discrimination on the basis of sex."

So, this is a clear omission in the Citizenship Act and I wanted to correct this omission and given equal right and entitlement to women, on that I hope if the government believes equal status and right for women they should accept it.

(At this stage the Azan of Asar's prayers was going on)

Mr. Chairman : The proceeding of the House is adjourned and we will meet again at 5.40 P.M.

[The House adjourned for prayers]

[The House re-assembled after interval with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair].

Mr. Chairman : I think Iqbal Haider Sahib was talking about the Citizenship Act.

Syed Iqbal Haider : On the Citizenship Act Sir, I was humbly submitting that the present provisions of the Citizenship Act are in conflict with the provisions of the Constitution and my amendment is to bring it in conformity with the Constitution so that women in Pakistan do not face any kind of handicaped or lesser status or any

lesser right or privilege in comparison to men. That is all and on, I hope, Chaudhry Sahib is on the way, he is coming (Ch. Shujat).

Mr. Chairman : Ch. Shujat Sahib is dealing with this matter ?

Syed Iqbal Haider : I think so.

Mr. Chairman : Right.

جناب منظور احمد گچھکی : جناب والا!......

جناب چیئرمین : یہ توان کا بل ہے۔

جناب منظور احمد گچھکی : جی میں ویسے عرض کرتا ہوں کہ امریکن law کے مطابق' suppose ایک امریکن یہاں شادی کرتا ہے' تو امریکن تو dual citizenship نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین : تو وہ جو امریکن ہے وہ ان کی امنڈمنٹ کے بعد پاکستانی بن جائے گا اگر وہ پاکستانی عورت سے شادی کرے گا۔

جناب منظور احمد گچھکی : dual citizenship نہیں ہوسکے گی جس طرح کہ U.K. میں ہے۔

سید اقبال حیدر : میں dual کی بات نہیں کر رہا ہوں۔

جناب چیئرمین : بہرحال پتہ نہیں ہے کہ باقی ممالک میں کیا ہوتا ہے لیکن میں چوہدری صاحب سے پوچھتا ہوں کہ کیا اس سٹیزن شپ ایکٹ کو آپ ڈیل کریں گے۔ کیا آپ اسے oppose کر رہے ہیں۔

چوہدری شجاعت حسین : میں اسے oppose بھی کر رہا ہوں اور میں نے اسے پہلے بھی oppose کیا ہے جناب والا! یہ اتنا آسان نہیں جتنا کہ نظر آرہا ہے اور کہا جا رہا ہے کہ جناب equality ہونی چاہئے یا اس طرح کی چیز ہونی چاہئے کہ عورتوں اور مردوں کو برابر ہونا چاہئے' یہ اس طرح کی کوئی چیز نہیں ہے کہ اس کو اس طرح آسانی سے لیا جا سکے۔ یہ مسئلہ دراصل پچھلی حکومت میں پیدا ہوا تھا جب سابقہ وزیر داخلہ نے ایک آرڈر کے تحت 57 بھارتی آدمیوں کے متعلق کہا کہ انہیں شہریت دے دی جائے حالانکہ جو امنڈمنٹ آج پیش کی گئی ہے وہ قبول ہونے سے پہلے وہ ایسا نہیں کر سکتے تھے لیکن اس کے

باوجود انہوں نے یہ کر دیا۔ جن کے بارے میں انہوں نے آرڈر کیا وہ سارے کے سارے بھارتی شہری تھے۔ وہ یہاں کس مقصد کے لئے آئے تھے، کس مقصد کے لئے انہیں شہریت دی جارہی ہے، جس مقصد کے لئے دی گئی ہے۔ ظاہر ہے کہ میں اس کی تفصیلات میں اس وقت نہیں جانا چاہتا لیکن جناب والا اس وقت کوئی دس لاکھ غیر قانونی immigrants جو ہمارے ملک میں اس وقت موجود ہیں......

<u>سید اقبال حیدر</u> : 35 لاکھ ہیں۔

<u>جناب چیئرمین</u> : وہ کہتے ہیں کہ 35 لاکھ ہیں۔

<u>چوہدری شجاعت حسین</u> : بہرحال ہمارے اعداد و شمار کے مطابق اس وقت 10 لاکھ کے قریب غیر قانونی immigrants سندھ میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ جو لوگ باہر کے ممالک سے جیسے کہ بنگلہ دیش کے ہیں ہندوستان کے ہیں وہ کچھ غیر قانونی آتے ہیں۔ باہر کے ممالک انگلینڈ یا یورپ کے ممالک میں جو پاکستانی کام کر رہے ہیں ان کے پاس پاکستانی nationality ہے یا dual nationalities ہے، لندن میں یا کچھ دوسرے ممالک میں dual nationalities مل سکتی ہیں۔ مگر ہمیں اس سلسلے میں جو آگے چل کر سب سے بڑی رکاوٹ پیدا ہوگی وہ یہ ہوگی کہ لوگ یہاں آئیں گے اور paper marriages کریں گے، 10 ہزار روپیہ دیا، دس ہزار روپیہ دینے کے بعد شہریت حاصل کی اور پھر یہاں عورت کو جواب دے کر غائب ہو گئے جیسے دوسرے ممالک میں لوگ کر رہے ہیں بے شک وہ نوکری لینے کے لئے کر رہے ہیں، لیکن کر رہے ہیں۔ مگر ہمارے ملک میں آ کر اس طرح کی چیزیں پیدا ہوں گی۔ یہ تو میں نے آپ کو ایک چیز بتائی لیکن بہت ساری ایسی چیزیں پیدا ہوں گی۔

ہم نے پاسپورٹ کا ایکٹ اس لئے بدلا۔ شناختی کارڈ کو computerised کیا صرف اس لئے کہ یہاں جعلی قسم کے جو پاسپورٹ جاری ہو رہے تھے یا شناختی کارڈ جاری ہو رہے تھے وہ بند ہو سکیں۔ نیشنلٹی کی بنیاد پر لوگ ڈومیسائل لے رہے تھے اس لئے میں یہ کہوں گا کہ وہ اس کے اوپر زور نہ دیں جو پچھلی حکومت نے کام کیا ہے، اور جو آدمی آ چکے ہیں وہی ہمارے لئے کافی ہیں۔ اس سے زیادہ ہمارے پاس کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ہم اور لوگوں کو یہاں پر کھپا کر کسی قسم کی پیچیدگیاں پیدا کریں۔

Mr. Chairman: I will put the question to the vote of the House.

Syed Iqbal Haider : Sir, I may clarify one point that my government did not give nationalities freely to any anti-State element. Secondly.....

جناب چیئرمین : یہ توانہوں نے کہا بھی نہیں۔

سید اقبال حیدر : یہ کہا ہے۔

جناب چیئرمین : انہوں نے کہا بھارتی شہریوں کو۔

Syed Iqbal Haider : If a man get married to an Indian lady then naturally she will acquire the nationality even under the present Act.

Mr. Chairman : No, what I am saying is you see, the Minister must be speaking on the basis of records available in the Ministry of Interior and only he said is that citizenship was granted to certain India citizens and what he is saying is that it could not have been done without the amendment which you have now proposed that is all what he has said.

Syed Iqbal Haider : And the second point is that the Minister had made a very incorrect statement about the number of the illegal immigrants in Pakistan. The Afghan refugees alone as per the government's statement it is more than three million plus there are other immigrants who are staying in Pakistan. So, on that account Sir, there is also emotions that every day the Interior Ministry is issuing identity cards and passports to the foreigners living in Pakistan, legally or illegally and on that the government has no check at all. So with regard to the security question that has been raised by the worthy Minister that it will be exposed that the undesirable elements will be able to acquire nationality of Pakistan it is totally baseless because undesirable elements, you have not been able to stop them even till today and what is the guarantee that those people who acquire nationality on the basis of marriage to a Pakistani man will be more loyal to Pakistan than those people who will be acquiring nationality through marriage to a Pakistani woman. How do you generalize and determine this fact that, no, if the man acquires nationality he will be lesser loyal to Pakistan if a foreign women acquire nationality through a Pakistani man she will be more patriotic, this is an absurd logic, Sir, and I don't approve of that an only for that reason Sir, I am all for security of Pakistan and an all for the steps and measures that the

interest of Pakistan and its security should not be compromised in any manner but this is not the way of ensuring that, this is no guarantee, that is why I will request the worthy Minister to atleast consider it. We can talk it later if you like, we can discuss it later, we can debate upon it privately if you want, then we can discuss in the next session if you like instead of arguing because on the strength of votes you have a better power.

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, my submission is that Syed Iqbal Haider has referred Article 25 and he has contended that it conflicts with the provision of the Citizen Act. I don't agree the Section as he read and with your permission I will read Sir :

> "All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law. There shall be no discrimination on the basis of six alone. Nothing in this Article shall prevent the State from making a special provision for the protection of women and children."

Sir, the proposition which may friend has presented here I think it derogates when it comes into effect with the constitutional position. Here under the Constitution the women does not lose her citizenship, she retains all the rights which the Constitution—the State has confirmed on men are equally confirmed on the women provided women are citizens of Pakistan. What he wants how is and I think nothing is correct, he is opening a flood gate for those who will come here and on the pretext of marriage may do something and may do something harful to the State. So, it is not in the interest if a gentleman comes and he marries a lady, the lady does not lose her citizenship, so there is no discrimination but what is that the gentleman does not *ipso facto* acquire the citizenship, so the proposition which now my friend has profounded it does not come in line will the constitutional provision and in no way does it conflict with any section or sub-article of the Constitution.

Chaudhry Abdul Ghafoor : Sir, while supporting the reason given my friend Behrawar Saeed that the Article 25 does not at all applicable to with the situation which has been narrated in the present legislation Sir, and moreover Sir, while protecting and giving all the rights and all the guarantees under the Constitution so far as the fundamental rights are concerned, Article 4 is very relevant in this

respect that such like affairs can be regulated by law and Article 4 Sir, says:

> "that right of individuals to be dealt with in accordance with law, to enjoy the protection of law and to be treated in accordance with law is the inalienable right of every citizen, wherever he may be, and of every other person for the time being with Pakistan.
>
> (2) In particular—
>
> (a) no action determental to the life, liberty, body, reputation or property of any person shall be taken except in accordance with law;
>
> (b) no person shall be prevented from or be hindered in doing that which is not prohibited by law ;".

In this as far as their right to be married with a foreign national and then to acquire the citizenship for that man is not an inalienable right of every citizen, this can be regulated by law and that protection can not be taken away by this by referring only by Article 25 of the Constitution. So, this is not a correct proposition of law and it has been rightly said Sir, that in this way flood gate will open, in accordance with their saying if people are coming in through identity cards or through other methods and for this if the objective is to open a new door اس کے لئے جو regulate کیاجارہاہے تو یہ میرا خیال ہے کہ that is valid within rights, within law and there is no question of any violation of the constitutional right.

Mr. Chairman : OK, I will put the question to the vote of the House :

> "Syed Iqbal Haider has asked for leave to introduce the Bill to amend the Pakistan Citizenship Act No. II of 1951 [The Pakistan Citizenship (Amendment) Bill, 1992]."

(The motion was negatived)

Syed Iqbal Haider : Sir, I challenge it.

Mr. Chairman : OK, all those in favour may please stand in their seats.

(In favour there were 9 members)

All those against may kindly rise in their seats.

(Against there were more members)

جناب چیئرمین : کیوں بھائی اب بھی شک ہے۔

So, this Bill, therefore, falls because the leave is not granted by the House. Next is in the name of Prof. Khurshid Ahmed but he could not come back from Lahore because of the delay in the flights, so this is deferred. Next Item No. 18 in the name of Syed Faseih Iqbal, but the Finance Minister is not present would you like to make a short statement on this ?

Syed Iqbal Haider : Sir, as we have come to the Agenda on motions, Sir, I had moved a very important but non-controversial motion to congratulate our Pakistan Cricket Team on winning the World Cup.

Mr. Chairman : When it will come to me I will examine it and then we will put it before the House.

Syed Iqbal Haider : Sir, I had moved an application and that may be taken up.

Mr. Chairman : No, it has not yet been examined, first of all we have to see the admissibility and there is a ballot. I will see that.

Syed Iqbal Haider : The rules may be suspended.

جناب چیئرمین : اقبال صاحب اس میں کیا ہے۔ جیتے ہوئے بھی میرے خیال میں پانچ مہینے تو ہو گئے ہیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, that is why, only for that this is the first proper day and this is first working day.

Mr. Chairman : We will take it up in the normal manner.

ابھی ایجنڈے پر باقی چیزیں ہیں۔ جناب فصیح صاحب یہ بینکنگ کونسل کا آپ نے کیا ہوا ہے۔

سید فصیح اقبال : جی ہاں صاحب اسکی کارکردگی پر' یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اور وزیر خزانہ صاحب نہیں ہیں اس کے باوجود بھی ہمیں اس پر بحث کرنی چاہئے اس لئے اس کے لئے کوئی تو وزیر ہو گا۔ لیکن افسوس سے مجھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ وزارت خزانہ تو موجود ہے پی بی سی کے لوگ تو تھے کسی نے بھی کوئی نوٹس نہیں لیا اور ہمیں افسوس سے یہ درخواست کرنی پڑی کہ آپ یا تو generally کوئی آرڈر دیں یا ان کو آپ تنبیہ کریں حکومت کے ذریعے کہ یہ جتنے بھی منسٹرز ہیں کم از کم ان چیزوں کی جن کے بارے میں' جو ہفتہ میں ایک دن پرائیوٹ ممبرز ڈے آتا ہے اس میں بھی وہ لوگ موجود نہیں ہوتے ایک بھی سرکاری آدمی موجود نہیں ہے۔ اور اس وقت انہوں نے بتایا تھا کہ ڈیفنس کے جوائنٹ سیکرٹری ہیں اس وقت کوئی نہیں تھا۔

(مداخلت)

سید فصیح اقبال : نہیں نہیں میں اس پر بحث کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ یہ ایک سال سے چل رہا ہے۔

جناب چیئرمین : کریں' کریں۔

چوہدری عبدالغفور : ٹھیک ہے انکی تقریر سن لیتے ہیں چونکہ کچھ فنی نکات ہیں ان کا جواب تو وزیر خزانہ ہی دیں گے لیکن ان کو سن لیتے ہیں۔

جناب چیئرمین : ٹھیک ہے ان کی تقریر سن لیتے ہیں۔ جی فرمائیے۔

سید فصیح اقبال : جناب یہ کوئی ٹیکنیکل مسئلہ نہیں ہے۔ بینکنگ کونسل کے سلسلے میں عرض یہ کرنا ہے کہ کسی ملک کی معیشت کے لئے ملک میں finances کا انتظام سنبھالنا بہت بڑی اہم چیز ہے جب یہ 1974ء میں The Banking Nationalization آیا اس وقت یہ بینک پرائیوٹ بینک تھے اس وقت کی حکومت نے تمام بنکوں کو ایک جنبش قلم سے نیشنلائز کیا اسکے انتظام کو بہتر بنانے کے لئے بینکنگ نیشنلائزیشن ایکٹ بنایا گیا اس کے تحت یہ بینکنگ کونسل معرض وجود میں آئی۔ ان کا یہ تھا کہ DFIs کے سلسلے میں جتنے developmental institutions ہیں اس کی monitoring کرنا اور اس میں یہ

پانچ بینکس ہیں نیشنل بنک آف پاکستان ' حبیب بنک ' یونائیٹڈ بنک ' مسلم کمرشل بنک اور الائیڈ بنک۔ اس کونسل کا کام تھا کہ ان بینکوں کی کارکردگی کو بہتر بنائے۔ اور ان کے انتظامی امور پر کڑی نگرانی رکھے۔ کیونکہ اس وقت جب حکومت نے نیشنلائز کئے تو اس وقت یہ ایک آرڈر کے تحت نیشنلائز ڈ ہوئے تھے اور انہیں یہ کہا گیا تھا کہ بینک ' چونکہ انہوں نے عوام کے کافی پیسوں سے خود برد کیا ہے اور اس کا انتظام اب سرکار کی تحویل میں آنے کے بعد وہ تمام پاکستان میں ہر طبقے کے لئے اور ہر علاقے کے لئے ان کے انتظام میں یکسانیت ہوگی اور اس سے تمام پاکستان کے لوگوں کو فائدہ پہنچے گا۔ یہ جب نیشنلائز ہوا تھا اس وقت تو بہت جلدی میں فیصلہ ہوا تھا اور اس کو سٹیل ہونے میں تین چار سال لگے۔

یہ صحیح ہے کہ اس وقت کی بینکنگ کونسل میں ایسے لوگ آئے جو پروفیشنل تھے۔ انہوں نے تین چار سال تک بڑا بہتر طور پر کام کیا۔ لیکن اس کے بعد یہ پتہ چلا کہ یہ duplicity تھی حکومت کو اب توڑ دینا چاہئے تھا۔ اس لئے کہ جب سٹیٹ بینک کی پاور کا پتہ چلا تو سٹیٹ بینک کے پاس یہ ایک powers ہوتی ہیں کہ وہ تمام بینکوں کو کنٹرول کرتا ہے اور وہ ویسے بھی ایک نیشنل چارٹرڈ بینک ہوتا ہے۔ اس کی پاکستان میں کیا تمام دنیا میں ' کسی بھی ملک میں ایک ریزروڈ بینک ' ایک سنٹرل بینک کی حیثیت ہوتی ہے اور وہ پاکستان کے سٹیٹ بینک کو حاصل ہے۔ اس بینکنگ کونسل کے قیام سے خیال تھا کہ پاکستان کے دوسرے علاقوں میں خصوصاً ان علاقوں میں جہاں national economic activity کم رہی ہے یعنی بلوچستان یا سندھ کے وہ دیہی علاقے ' فرنٹیئر اور پنجاب کے دیہی علاقے۔ لیکن افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ بینکنگ کونسل کے باوجود ان تمام علاقوں کے بارے میں جو دور دراز کے علاقے تھے ان کو ایک تو کریڈٹ facilities نہیں دی گئیں اور ان کو تمام قرضوں سے ' جو حکومت کی وقتاً فوقتاً پالیسیاں تھیں انڈسٹریل کریڈٹ کی ' اکنامک پالیسیز تھیں ' اس میں کسی صوبے کو ' کم از کم بلوچستان کو ہمیشہ کے لئے نظر انداز کیا گیا۔

میں 1985ء سے اس ہاؤس کا ممبر ہوں۔ میں بارہا یہ ریزولیوشن لا چکا ہوں کہ بینکنگ کونسل اور جتنے فنانشل انسٹیٹیوشنز ہیں انہوں نے کبھی بھی ان خطوں میں جو پسماندہ

ہیں، جہاں سب سے زیادہ ضرورت ہے، یعنی آپ کو تعجب ہو گا کہ پاکستان میں 1985ء کے بعد بلوچستان میں ایک انڈسٹری نہیں لگی۔ یہ بینکنگ کونسل کا فرض بنتا ہے کہ ان تمام بینکوں کو، جن کے صوبائی دفاتر بلوچستان میں ہیں یہ کوشش نہیں کی کہ اتنے بڑے صوبے میں ایک بھی اکنامک ایکٹوٹی کے لئے کسی بینک نے کوئی بڑا قرضہ جاری نہیں کیا۔ بلکہ یہ ہوا کہ نمائندگی کے سلسلے میں ہمارے بلوچستان میں جو ٹو پوائنٹ تھری (2ء3) (5ء3) جو ہمارا کوٹہ ہے، یعنی پچھلی آبادی کے لحاظ سے جو کہ اب 6ء5 بن چکا ہے۔ لیکن اس کے حساب سے بھی بلوچستان میں اس کی تعداد آدھی سمجھئے اور جو تناسب ہے اب تک وہ بینکنگ کونسل نے بلوچستان سے پر نہیں کیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ بینکنگ کونسل کی کارکردگی پر پورا ہاؤس اس کا نوٹس لے اور بلوچستان ہی نہیں بلکہ فرنٹیئر والوں کو بھی چاہئے، فاٹا میں بھی، آزاد کشمیر میں بھی، میں یہ سمجھتا ہوں کہ بینکنگ کونسل کا پرائیویٹائیزیشن کے مسئلہ کے بعد اپنا وجود بھی زائد ہے اس کی کوئی ضرورت نہیں تھی، اس کو حکومت نے زبردستی پروٹیکشن دی ہوئی ہے۔ اس میں پانچ ممبرز ہیں بینکوں کے پریزیڈنٹس کی حیثیت کے حامل ہوتے ہیں۔ اس میں ایک بھی بلوچستان کا نہیں ہے۔ اور کسی چھوٹے صوبے کا نہیں ہے۔ اس میں سندھ کا بھی کوئی آدمی نہیں ہے۔ ایک ہی صوبے کے پانچ ممبر ہیں اور اس کا چیئرمین بھی ایک ہی صوبے کا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بلوچستان اور سرحد اور سندھ کے لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے کہ ایسے موقع پر جب پاکستان میں federating units کا...... یعنی آپ اندازہ کریں پاکستان کی فیڈریشن میں چاروں صوبوں کو وہ حصہ ملنا چاہئے۔ یہ کوئی sensitive post نہیں ہے۔ ہم نے کبھی یہ نہیں مانگا کہ چیئرمین پبلک سروس کمیشن بھی ہمارے صوبے سے ہو۔ ہمارے پاس پی آئی اے کا چیئرمین ہو۔ واپڈا کا بھی ہمارا چیئرمین ہو۔ کم از کم بینکنگ کونسل میں تو بلوچستان کو سندھ کو اور فرنٹیئر کو نمائندگی ملنی چاہئے۔

مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے موجودہ چیئرمین صاحب نے ایک ایسی فہرست بنائی ہے، جو وزیر اعظم کو براہ راست بھیجی یعنی بائی پاس کرتے ہوئے منسٹری فنانس کو افسوس ہے کہ فنانس منسٹر صاحب نہیں ہے ورنہ میں ان سے جواب لیتا کہ کیا بینکنگ کونسل ان سے کوئی سپرادارہ پاکستان کے پاس ہے۔ قرضہ دینے کے سلسلے میں پچھلی حکومت

ایسے اقدامات کرتی رہی ہے جس کے بارے میں آپ نے کہا کہ بے ضابطگیاں ہوئی ہیں' خرد برد ہوا ہے۔ آج بھی اور ابھی تک بینکنگ سیکٹر میں اسی طرح سے کام جارہا ہے۔ آج ہمارے بلوچستان کے ایک ڈائریکٹر کی تمام پاورز اس لئے لے لی گئیں کہ وہ نیشنل بنک میں بلوچستان کا پہلا ڈائریکٹر ہے۔ اس نیشنل بینک کے ڈائریکٹر کی پاورز اس لئے لے لی گئیں کہ اس نے پریزیڈنٹ کا غلط کاموں میں ساتھ دینے سے انکار کیا۔ جب کہ منسٹری آف فنانس کا فرض تھا۔ لیکن افسوس ہے کہ بینکنگ کونسل کے چیئرمین نے ایک غلط ایگزیکٹو آرڈر کے تحت یہ فیصلہ کیا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ فوری طور پر بینکنگ کونسل کے بارے میں انکوائری بٹھائی جائے اور اس وقت پانچ ممبرز ہیں۔ یا تو جتنے چھوٹے صوبے میں' چھوٹے یونٹس ہیں ان کی نمائندگی اس میں ہو تا کہ ہم پاکستان کی معیشت میں برابر کے حصہ دار ہوں اور یہ احساس ایسے اداروں کی وجہ سے ہوتا ہے۔ ورنہ کوئی پاکستان میں ایسا آدمی نہیں ہے جو پاکستان کے کسی خطے کا نام لے کر یہ کہے کہ فلاں صوبے میں زیادہ ترقی ہو رہی ہے۔ پاکستان میں تمام صوبے ایک ہیں۔ لیکن یہ آپ دیکھئے کہ ایسے موقع پر جہاں economic life کے سلسلے میں بلوچستان میں پندرہ سال میں ایک انڈسٹری نہیں بنی۔ اس وجہ سے کہ جتنے اکنامک کنٹرولز ہیں وہ سب ایک جگہ سے ہوتے ہیں۔ میں نے ایک ریزولیوشن پاس کرایا تھا 1985ء میں کہ جتنے ڈی ایف آئیز ہیں کم از کم انکے دفاتر rotate کریں یا کم از کم ہر صوبے میں ایک ایک دفتر بنے۔ لیکن انہوں نے کیا کیا کہ آج دس بینک بنائے۔ اس کی بلوچستان میں ایک ایسے بینک کو اجازت دی جس میں بلوچستان کا کوئی آدمی نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سے آپ کو پاکستان میں کتنا بڑا loss ہوا ہے کہ اس دس بینکوں میں چار بینکس کے بارے میں سٹیٹ بینک نے کہا ہے کہ لوگوں کے سلسلے میں ابھی تک ان بینکوں نے پوری طرح سے جو بینکنگ اصول ہیں وہ نہیں اپنائے۔ ان پہ سٹیٹ بینک نے resistence داخل کی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ جو موجودہ بینکنگ کونسل ہے وہ اس قابل بھی نہیں رہی کہ جو نئے بینکوں کو کم از کم ان قواعد کے تحت چلا سکے جس طرح آپ کا بینکنگ کا قانون ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ بینکنگ کونسل کے affairs کو ایک ہائی لیول فنانس کمیٹی سٹیٹ بینک کی طرف سے ہو جو اس کا آڈٹ کرے اور یہ بتلائے کہ بینکنگ کونسل کا ایک تو وجود نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ دوسرے صوبوں میں جو کچھ

بھی اکنامک activities کیلئے اب تک جو کچھ نہیں کیا جاتا رہا وہ یا پالیسی کے تحت ہوتا رہا یا ان شخصی افراد کے مفادات کے لئے ہوتا رہا۔ آپ لسٹ دیکھئے کہ ایک صوبے میں پچاس انڈسٹری لگتی ہے اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے کہ پرائیویٹائیزیشن سے لوگوں کو فائدہ ہوا ہے لیکن افسوس ہے کہ بلوچستان میں صرف دو ملیں تھیں اور دونوں بند ہیں۔ اب اس کے لئے ایران نے پیسے دینے کا کہا ہے تاکہ وہ چلائی جا سکیں۔ اس کے لئے حکومت نے کہا ہے۔ لیکن ابھی تک ایران نے پیسے نہیں دئے۔ وہ تا حال بند ہیں۔ لیکن اس کے بعد 1985ء سے چاہئے تھا کہ کم از کم دیہی علاقوں میں جبکہ سندھ اور بلوچستان میں لاء آرڈر کا مسئلہ بھی نہیں تھا۔ اگر یہ دوسری وجوہات لیتے ہیں تو وہاں اکنامک activities نہیں ہو سکتیں کہ لاء اینڈ آرڈر نہیں۔ لیکن بلوچستان میں سب سے زیادہ امن رہا ہے۔ اور وہاں کسی بھی علاقے میں بدامنی نہیں۔ اور وہاں ماہی گیری کی صنعت ہو سکتی تھی mineral کی صنعت ہو سکتی تھی۔ فروٹ پریزرویشن کی ہو سکتی تھی۔ صرف یہ ہے کہ بینکوں نے بلوچستان کے ساتھ وہ سلوک روا نہیں رکھا جو ایک معاشرے میں' مہذب ملک میں تمام علاقوں کے ساتھ یکساں سلوک رکھنا چاہئے تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ جہاں ہماری زیادتی ہوئی ہے کہ ان لوگوں کو بھرتی کے سلسلے میں آج یہ اختیارات اس وقت بینکنگ کمیشن کو دے دئے گئے ہیں۔ یہ پہلے بینکنگ کونسل کے پاس تھے۔ بینکنگ کونسل نے اپنے پندرہ سالہ وجود میں بلوچستان کا کبھی کوٹہ پورا نہیں کیا۔ اس میں کبھی بلوچستان کا کوئی آدمی نہیں رہا۔ عالم یہ ہو گیا ہے کہ ہمارے ایک سندھ کے ایک عبدالعزیز ساکرانی صاحب ہیں' ان کو بغیر کسی وجہ کے تین سال کے لئے جبری چھٹی پر رکھا گیا ہے۔ جب بھی کہا گیا ہے کہ بھائی ان کا کیا قصور ہے' اس لئے کہ وہ موجودہ چیئرمین سے سینئر ہیں۔ میں اس حکومت کے وزرا سے جو یہاں بیٹھے ہیں درخواست کرتا ہوں کہ ان کو تنبیہ کریں کہ کم از کم ذاتی پسند اور ناپسند میں کسی کو ریٹائر کرنے کا مسئلہ پیدا نہ کریں۔ اس ملک میں دھاندلی نہیں چلے گی اور یہ ان کو وارننگ بھی دیتا ہوں چیئرمین بینکنگ کونسل کو کہ وہ کبھی بھی جیب سے ایسے ہی چٹ نکال کے کسی منسٹر سے کہیں کہ اس کو ریٹائر کر دو' یہ بہت افسوس ناک واقعہ ہو گا۔ آخر پاکستان میں کورٹس ہیں' جوڈیشل کورٹس ہیں' لوگ عدالتوں میں جائیں گے۔ کیوں حکومت اپنی نیک نامی کو چند افسروں کی غلط کاریوں کی وجہ سے بدنام کر رہی ہے۔ جہاں

تک visit کا مسئلہ ہوتا ہے بلوچستان کو تو وہ سمجھتے ہیں کہ شجر ممنوعہ ہے۔ یعنی آج تک ہمارے اس معاملے میں جتنے بینک کے پریزیڈنٹس ہیں بلوچستان میں اپنی میٹنگ کرنا بھی گوارا نہیں سمجھتے۔ مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس پر ہاؤس کو نوٹس لینا چاہئے کیونکہ یہ واقعات جب ہو جائیں گے تو اس قسم کے حالات پیدا ہو سکتے ہیں کہ بلوچستان والے کہیں گے کہ ہمیں اپنا سٹیٹ بینک چاہئے اپنا بینک نہیں چاہئے اپنا سٹیٹ بنک چاہئے۔ اس لئے کہ جس سٹیٹ بینک کی یہ ذمہ داری ہو کہ وہ ملک کے تمام علاقوں کے اندر ان تمام چیزوں کے بارے میں پورا خیال رکھا۔ کم از کم اس میں دوسرے صوبے تو اس سے محروم نہ ہوں اور جب اپنی آبادی کے لحاظ سے اپنے رقبے کے لحاظ سے ہمیں جو کچھ بھی چاہئے 'یعنی آپ کو پتہ ہے کہ ایسا کوئی عیب' جب بھی وزیر خزانہ آئے انہوں نے یہ کہا کہ اگلی مرتبہ آپ کا تمام backlog پورا ہو گا۔ اس کو کہتے کہتے آج دس سال ہو گئے ہیں۔ پچھلی حکومت میں بھی کچھ نہیں ہوا۔ جب یہ پلیس منٹ بیورو کا معاملہ آیا اس وقت بھی بلوچستان کو محروم رکھا گیا۔ اس میں بھی اگر ہمارا کوٹہ دو سو کا تھا تو دس آدمی آئے۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ جو بھی حکومتیں رہی ہیں وہ ہمیشہ بیورو کریٹس کی رہی ہیں۔ انہوں نے فیصلے کئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جب تک آپ elected ممبرز کو ان میں نہیں لائیں گے' بینکنگ کونسل کا کنٹرول آپ پارلیمنٹری کنٹرول کے تحت کریں۔ میری استدعا ہے کہ فنانس کمیٹی جو سینٹ کی ہے یا نیشنل اسمبلی کی کمیٹی ہے اس کے تحت اس قسم کے ادارے ہوں تاکہ یہ پارلیمنٹ کے سامنے جواب دہ ہوں۔ ابھی تو آج دیکھئے کہ افسوس کا مقام ہے کہ فنانس منسٹری کا کوئی آدمی یہاں نہیں بیٹھا۔ حالانکہ انکو چاہئے تھا کہ وہ اسکا نوٹس لیں۔ اور اگر کوئی غلط بات ہے تو وہ اسکا جواب بھی دے سکتے ہیں۔ لیکن انہوں نے اسے serious نہیں لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ بینکنگ کونسل کی کارکردگی کے بارے میں عوام کو سخت شکایت ہے۔ اب اس وقت اس کا موجود ہونا ایک غلط بات ہے۔ اسلئے اب صرف دو بینک رہ گئے ہیں باقی سارے پرائیویٹائزڈ ہو گئے ہیں۔ مسلم کمرشل بینک پہلے ہی پرائیویٹائزڈ ہو چکا ہے۔ الائیڈ بینک پرائیویٹائزڈ ہو چکا ہے۔ یونائیٹڈ بینک کے لئے میرا خیال ہے کہ انہوں نے کوئی فیصلہ کر لیا ہے۔ اب صرف ایک بینک' حبیب بینک رہ گیا ہے۔ اس کے لئے میرے خیال میں

بینکنگ کونسل کا وجود کوئی ضروری نہیں ہے۔ اسے فوری طور پر توڑا جائے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ صوبوں کے حقوق کے لئے ضروری ہے کہ حکومت ایسے اقدامات کرے کہ ان کو ان کے حقوق ملیں اور مالیاتی اداروں میں ہمارے جو لوگ کم ہیں ان کی بھرتی کا انتظام کیا جائے۔ اور یہ صرف lips سروس نہ ہو۔ کیونکہ یہ عرصہ سے دیکھا جا رہا ہے کہ جو صوبہ بیالیس سال سے پسماندہ چلا آ رہا ہے۔ پنجاب کو' ہمارے بڑے بھائی کو چاہیئے تھا کہ والینٹرلی یہ کہیں کہ آپ کے کوٹہ میں بھرتی ہو گی۔ بلکہ ہونا یہ چاہئے۔ لیکن جب 62 فیصد کا کہتا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ وہ 72 فیصد ہو۔ لیکن سینٹ ایک ایسا ادارہ ہے جہاں ہم اپنے صوبے کی آبادی کے کم و بیش ہونے کے باوجود برابر ہیں۔ یہاں ہم آئین کے کسٹوڈین ہیں۔ لہٰذا سینٹ نہ ہوتا تو ملک میں اس حد تک غلط فہمیاں ہوتیں کہ دوسرے صوبوں میں جو خیالات ہیں۔ آپ سندھ کو دیکھئے۔ سندھ کے احساس محرومی کی بھی ایک حد ہے۔ سندھ کے بارے میں جب ڈبیٹ ہو گی تو میں بھی اس میں حصہ لوں گا اور بتاؤں گا کہ بلوچستان میں کم و بیش اسی قسم کے حالات ہیں۔ لیکن پاکستان کے قیام میں بلوچستان نے ہمیشہ سرفہرست حصہ لیا ہے۔ ہماری سٹیٹ نے غیر مشروط پاکستان سے الحاق کیا ہے۔ جہاں تک ریفرنڈم کا تعلق ہے آپ دیکھئے پاکستان میں سب سے پہلے برٹش بلوچستان کا ریفرنڈم ہوا۔ اور اس ریفرنڈم میں ہمارا شاہی جرگہ موجود تھا۔ ہمیں فخر ہے کہ ہمارے شاہی جرگے نے متفقہ فیصلہ کیا۔ اس کی قدر ہونی چاہیئے تھی کہ اسے بجائے زیادہ مراعات ملتیں جو حق ہے بلوچستان کا وہ بھی کبھی نہیں ملا۔ ایک تو اسے صوبہ نہیں بنایا گیا۔ ہمیں یہ کہا گیا 69ء تک کہ آپ ابھی تک اہل نہیں ہیں۔ کتنے کمیشنز بنے۔ اور آپ کو یاد ہو گا چیئرمین صاحب' قائداعظم نے 1914ء میں 14 نکات کے لئے انڈین کونسل اسمبلی میں بلوچستان کے آئینی حقوق کے لئے لڑائی لڑی۔ یحیٰی بختیار صاحب تشریف رکھتے ہیں۔ یہ خود بھی سب سے پرانے ہمارے فریڈم فائٹر ہیں۔ قائداعظمؒ کے ساتھ کام کرنے کا انہیں فخر ہے انہوں نے اس وقت بھی دہلی میں جا کر بلوچستان کے مسائل قاضی عیسیٰ مرحوم کے ساتھ بتائے۔ لیکن آج ان کی موجودگی میں آپ بتائیے کہ بلوچستان کے ساتھ کتنی بڑی ناانصافی ہوئی ہے۔ جب 1969ء میں یہ صوبہ آیا۔ یہ یحیٰی خان کی ایک ضرورت تھی۔ اس لئے کہ دو حصے علیحدہ علیحدہ تھے۔ پی ایس یو اور برٹش بلوچستان' چونکہ اسے ایک کرنا تھا۔ اس لئے یہ صوبہ بنایا گیا۔ ۔ ۔ ۔

جناب چیئرمین : آپ بینکنگ کونسل پر بحث کر رہے ہیں یا بلوچستان کی تاریخ بیان کر رہے ہیں۔

سید فصیح اقبال : میں اس لئے بتا رہا ہوں کہ بینکنگ کونسل کی طرح تمام اداروں میں بلوچستان کی حق تلفی ہوئی ہے۔

جناب چیئرمین : میرے خیال میں relevence نہیں ہے۔ بینکنگ کونسل پر بات کریں۔

سید فصیح اقبال : میں بتا رہا ہوں کہ بینکنگ کونسل ایک قومی ادارہ ہے جس میں چھوٹے یونٹوں کی نمائندگی ہونی چاہئے۔ اب جب واپڈا کی بات کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ 1956ء ایکٹ۔ اس وقت پاکستان میں فیڈرل نظام نہیں تھا۔ اس وقت 1973ء کا آئین ہے، جس کے تحت ہم نے حلف اٹھایا ہے وہ آج موجود ہے۔ بینکنگ کونسل اس کے تحت قائم ہے۔ لہٰذا اس میں چھوٹے یونٹوں کی، بلوچستان کی، پنجاب، سندھ، فرنٹیئر کی نمائندگی ہونی چاہئے۔ لیکن آپ نے غلط لوگ لگائے ہوئے ہیں اور میں یہ پرائم منسٹر سے پوچھتا ہوں کہ ان کو کیا اختیار ہے کہ ایسے اداروں میں ایسے لوگوں کو لگایا جائے جس میں فیڈریشن visible نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ تمام صوبوں کے لوگوں کو ایسی جگہوں پر ہونا چاہئے جس میں تمام صوبوں کے حقوق کی نگہداشت ہو۔ تاکہ اگر کوئی بھی غلط آدمی ہو خواہ آپ کا اسلام آباد کا ہو، کراچی کا ہو کوئٹہ کا ہو، ہم غلط کہیں گے۔ لیکن جب آپ نے اس صوبے کو یہ درجہ ہی نہیں دیا اس کے احساسات اس فورم پر آ ہی نہیں سکتے۔ تو لوگوں کا یہ گلہ بجا ہے کہ اس وقت بینکنگ کونسل کی شکل میں حکومت نے ایک سفید ہاتھی پالا ہوا ہے اسے فوری طور پر ختم کرے کیونکہ آئے دن اخبارات میں یہ خبریں آ رہی ہیں کہ بینک سے پچاس ساٹھ آدمی ریٹائر ہونے والے ہیں اور ہو سکتا ہے کہ وہ سارے بلوچستان کے ہوں۔ اسلئے کہ ہمارے بینکنگ کونسل کے چیئرمین اس شہزادگی کے عالم میں ہیں۔ کہ جنکا رابطہ چیف سیکرٹریوں سے براہ راست ہے۔ بعض اوقات فنانس منسٹری کو بائی پاس کرتے ہیں۔ اگر آج فنانس منسٹر ہوتے تو اس کا جواب دیتے کہ بھئی آپ کا کیا ضروری ہے کہ ہاؤس میں تو آپ جواب دیں اور بینکنگ کونسل directly یعنی پارلیمنٹ سے اوپر کوئی آدمی ہو سکتا ہے اور انہوں نے کبھی بھی توجہ نہیں دی۔ جب سوالات کے جواب آتے ہیں وہ سارے

غلط بتائے جائیں اور سلسلے میں ایوان کو بھی نوٹس لینا چاہئے اگر کسی کا غلط سوال ثابت ہو جائے تو آپ اسے کوئی سزا دیں جس کی رولز اور پروسیجر میں اجازت ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ حکومت کو 'بینکنگ کونسل فوری طور پر توڑنا چاہئے اب اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ لیکن میں یہ حق محفوظ رکھتا ہوں کہ جو ہمارے صوبے کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے ان کے جو حقوق گئے ہیں اسے فنانس منسٹری فوری طور پر پورا کرے۔ اور نیشنل بینکنگ کے ایک ڈائریکٹر بلوچستان کا 42 سال میں اپنی سینیارٹی پر آیا ہے اس میں انہوں نے تمام پاورز سلب کی ہیں۔ تو میں اس پر احتجاج بھی کرتا ہوں کہ اس حکومت سے کہ نوٹس لے کر وہ تمام آدمی واپس کرے اور جتنے آدمی ہمارے اس وقت مالیتی اداروں میں کم ہیں یہ بنیادی طور پر کام ہی بینکنگ کونسل کا تھا۔ وہ اسے پورا کرے۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین : شکریہ! کوئی اور اس پر کچھ کہنا چاہتا ہے؟ ایک منٹ۔ میں دیکھ لوں کون کون بولنا چاہتا ہے۔ آصف صاحب' اقبال حیدر صاحب' اشتیاق اظہر صاحب۔

چوہدری عبدالغفور : میرا خیال ہے کہ فنانس منسٹر صاحب موجود ہوں تو وہ بات سنیں گے ڈسکشن اوپن ہو گئی ہے اس کے بعد ان کی موجودگی میں next time یہ بات کریں تاکہ وہ جواب دیں۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ محرک کی تقریر ہو گئی ہے باقی ان کی موجودگی میں بہتر ہو گا۔ تاکہ وہ تفصیل سے بات کر سکیں۔ یہ زیادہ مناسب ہو گا۔ اگلا موشن پروفیسر خورشید صاحب کا ہے law and order situation in Sindh لیکن اب چونکہ فیصلہ ہوا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے آئے گا۔ جی آپ ہی حکومت کی طرف سے پیش کر دیں۔

DISCUSSION LAW AND ORDER SITUATION IN SINDH

Ch. Shujat Hussain : I beg to move that the law and order situation in Sindh may be discussed in the House.

جناب چیئرمین : اب کون کون اس پر بولنا چاہے گا۔ بہت سارے لوگ بولنا چاہتے ہیں میرا خیال ہے کہ اپنے نام مہربانی کر کے سیکرٹری صاحب کو دے دیں All those who would like to speak on this motion آپ میرے خیال میں ایک اوپنگ

سٹیٹمنٹ کر دیں۔ اور اس کے بعد we will start discussion on this اسے تین دن کریں گے اور پھر میں اس کے اوقات بھی مقرر کر دوں گا کہ کتنا each member would be speaking on this .جی جناب چوہدری صاحب آپ کچھ بیان فرمائیں گے۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! اس کی تفصیلات میں تو جایا جاسکتا ہے کہ کون سے حالات تھے جن کی وجہ سے آج سندھ میں یہ situation پیدا ہوئی۔ جب debate شروع ہو گی تو بہت سی چیزیں سامنے آئیں گی۔ میں وہ کچھ نہیں دہرانا چاہتا جو پہلے اخبارات میں آچکا ہے۔ میں یہ ضرور کہوں گا کہ اس سلسلے میں نیشنل اسمبلی میں ایک ڈیبیٹ ہوئی جو تقریباً دو دن چلتی رہی اور وہاں تمام ممبران نے متفقہ طور پر اس چیز کا اظہار کیا اور اس چیز کا فیصلہ کیا کہ سندھ میں آرمڈ فورسز کا اپریشن ہونا چاہئے۔ اور نیشنل اسمبلی کو پورے طریقے سے اعتماد میں لینے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا۔ اسکے بعد اسکو ڈائریکٹو جاری کیا گیا۔ جناب والا سندھ کی یہی بگڑتی ہوئی صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے صوبائی حکومت کی درخواست پر 147 آرٹیکل کے تحت وفاقی حکومت نے کراچی میں یہ اقدامات کئے۔ اس کی تفصیلات میں کسی طریقے سے بیان کرنا چاہوں گا۔ اس سے پہلے بھی وہاں پر سول آرمڈ فورسز کی تقریباً اٹھارہ ہزار کی نفری کام کر رہی تھی۔ اس کے باوجود یہ فیصلہ کیا گیا کہ اس کا آپریشنل کنٹرول 5 کور کمانڈر کے پاس چلا جائے اور ایڈ منسٹریٹو کنٹرول ڈی جی رینجرز کے پاس رہنے دیا جائے۔ جناب والا! یہ سارا اصول طے ہونے کے بعد یہ گائیڈ لائن دے دی گئی صوبائی حکومت کو۔ اور وہ گائیڈ لائن کچھ اس طرح تھی کہ وہاں پر پراونشل آپریشنل کمیٹی بنا دی گئی جسے چیف منسٹر سندھ head کر رہے ہیں۔ اس طرح انسپکٹر جنرل آف پولیس اور کمانڈر 5 کور اس کے ممبر ہیں۔ اور اسی کمیٹی کے پاس پورے اختیارات ہیں کہ جہاں یہ چاہیں خود علاقوں کا تعین کریں۔ یہاں پر اس طرح کی وارداتیں ہو رہی ہیں وہاں پر جاکر اس طرح کے ایکشن لئے جاسکتے ہیں۔ اسی طرح جناب والا search and arrest کے اختیارات پہلے رینجرز کے پاس چند محدود علاقوں تک تھے۔ یہ پورے صوبہ سندھ تک وسیع کر دیئے گئے جناب والا میں اس کی تفصیلات میں بعد میں جاؤں گا لیکن اب میں صرف یہ کہنا چاہوں گا کہ اس وقت جو Provincial Operation Committee کام کر رہی ہے وہ پورے طریقے سے با اختیار ہے۔ وہ وزیر اعلیٰ کی سربراہی میں کام کر رہی ہے اور اس کو وزیر

اعظم کی طرف سے پہلے بھی directive دیا جاچکا تھا۔ اس کو ہی میں دوہرانا چاہوں گا اس میں یہ صاف طریقے سے کہا گیا تھا کہ کسی بھی سیاسی پارٹی کو اس بنا پر victimize نہ کیا جائے کہ وہ حکومت کے خلاف ہے یا کوئی دوسری پارٹی اس سے تعلق رکھتی ہے اور نہ کسی پارٹی کے ساتھ یا کسی پارٹی کے کارکن کو کوئی رعایت دی جائے کہ حکومت کے ساتھ اس کی وابستگی ہے یہ جناب کچھ guidelines تھیں، اس کے بعد یہ اپریشن شروع کیا جاچکا ہے اور اس وقت تک حکومت سندھ کی طرف سے جو اطلاعات موصول ہوئی ہیں یہ اپریشن کامیابی کے ساتھ آگے بڑھ رہا ہے اور ہمیں امید ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو گا اور ہم چاہیں گے کہ اس ایوان سے بھی ہمیں زیادہ سے زیادہ رہنمائی ملے جیسا کہ قومی اسمبلی میں اس اپریشن کو شروع کرنے سے پہلے قومی اسمبلی کے ایوان کی ہم نے consensus لی تھی اسی طرح میں یہ چاہوں گا کہ حکومت چاہتی ہے کہ سینٹ جو ہمارا بڑا ادارہ ہے اس کی رہنمائی ہمیں حاصل ہو اور جیسا کہ آپ نے فیصلہ کیا ہے اس پر تین دن تک بحث ہو گی اس سے ظاہر ہے کہ حکومت کی رہنمائی حاصل ہو گی اور جو بھی ایوان کی تجاویز ہوں گی ہم انشاء اللہ تعالیٰ پوری کوشش کریں گے کہ ان کو اس میں شامل کیا جائے، شکریہ!

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ! سید عبداللہ شاہ۔

Syed Abdullah Shah: Sir, I submit that before we start the discussion if the honourable Minister will be pleased to provide us a copy of the letter wirtten by the Provincial Government or the Federal Government. Because if I read Article 147 before you Sir...

Mr. Chairman : But where is this that the Minister has to provide, in which rule...

Syed Abdullah Shah : I will just...

Mr. Chairman: Which is the rule, to provide a copy to the House.

Syed Abdullah Shah : Sir, that will facilitate our discussion.

Mr. Chairman : Statement of Minister under Parliamentary Practice, you accept it is correct.

Syed Abdullah Shah : Mr. Chairman please allow me to read the Article 147.

Mr. Chairman : I know Article 147, but when the Minister makes a statement in the House, we have to take it as correct, and there is no rule which says that the copy has to be supplied by the Minister...

Syed Abdullah Shah : Sir you kindly listen to me then you can have...

Mr. Chairman : No, this is no point of order Shah Sahib.

جناب چیئرمین : مجھے پتہ ہے 147 کا کہ صوبائی حکومت کی request ہوگی but where does the rule say that the Minister has to provide you copies ?

Syed Abdullah Shah : Sir, becuase article says that the Provincial Government may handover any power to the Federal Government conditionally or unconditionally. I want to know what are those conditions ?

جناب چیئرمین : وہ بتائیں گے۔

سید عبداللہ شاہ : وہ اس لئے میں نے عرض کیا کہ اگر ابھی وہ ہمیں بتادیتے تو......

Mr. Chairman : Gentlemen there is a delegation from the Peoples Republic of China which is visiting the Senate today. On behalf of the Senate and on my own behalf we warmly welcome the delegation. The delegation is headed by Madam Chian. So, what I was saying was that آپ کی یہ ساری بات درست ہے لیکن کوئی ایسا رول نہیں ہے جو کہتا ہے کہ کرنی ہوتی ہیں آپ اپنی تقریر میں جب کہیں گے جو بھی بات کریں گے اس کے بعد winding up speech میں وہ آپ کو جواب دیں گے تو آپ کو موقع ملے گا کہ جو بات آپ اب کر رہے ہیں اس وقت آپ کریں اور پھر اس کی جو winding up ہوگی مناسب سمجھیں گے تو اپنے جواب میں اس کا جواب دیں۔

سید عبداللہ شاہ : میری یہ عرض تھی کہ اگر یہ ہمیں بتایا جاتا......

جناب چیئرمین : نہیں نہیں کس رول کے تحت 'پوائنٹ آف آرڈر تو یہ ہوتا ہے شاہ صاحب کہ کوئی رول کی خلاف ورزی ہو رہی ہے۔

Syed Abdullah Shah : Sir I was referring to the Constitution.

Mr. Chairman : I know Shah Sahib.

آئین میں بہت ساری باتیں ہوتی ہیں۔ میں صرف آپ سے یہ پوچھ رہا ہوں کہ کون سا رول ہے جو کہتا ہے کہ ایسی بحث جب ہو تو پہلے وزیر آپ کو کاپی مہیا کرے گا۔

Syed Abdullah Shah : By this we would know what operation is going to achieve and what will be...

جناب چیئرمین : دیکھیں بحث جب ہوتی ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ اعتراض کریں آپ اعتراضات کریں گے آپ چیزیں سامنے لائیں گے۔ وزیر صاحب

At the end of the debate it is his duty to wind up and give you the answer that you are seeking. Yes Yahya Bakhtiar Sahib.

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir, at least he should tell us what are those conditions, so that we can debate that.

Mr. Chairman : Look, discussion is now open, you will raise these objections during the debate. You will ask for those conditions and then he will wind-up.

Mr. Yahya Bakhtiar : Sir we are asking him know so that we should know. Unless we know what are those conditions under which the powers...

Mr. Chairman : No, but you see, under what rule can I direct him. Please tell me that you are raising a point of order under what rule are you asking me to direct him that he should say this and not say this.

Mr. Yahya Bakhtiar : Because the Constitution says it should be under the conditions. He must specify those conditions.

Mr. Chairman : He is saying under the Constitution.

Mr. Yahya Bakhtiar : No, under conditions. Which conditions ?

جناب چیئرمین : دیکھیں بحث ہوتی ہے آپ کا فرض ہے کہ آپ اعتراض کریں آپ اعتراضات کریں گے آپ چیزیں سامنے لائیں گے۔ وزیر صاحب

جناب یحییٰ بختیار : جناب انہوں نے بیان کر دیا ہے۔

جناب چیئرمین: دیکھئے آپ جب تقریر فرمائیں گے۔ You see when the speech is started the members will raise certain points. I expect the Minister to answer those points at the end of the debate.

یعنی اگر ابھی پہلے ہی آپ پوچھنا شروع کر دیں گے تو پھر جنرل ڈسکشن شروع کیسے ہو گی

Yes Saeed Sahib on a point of order.

Mr. Behrawar Saeed : Sir there is a stranger in this House in the person of Prófessor Khursheed Ahmed Sahib.

جناب چیئرمین : وہ کیسے جی

اخونزادہ بہرہ ور سعید : وہ اس لئے جناب That Professor Sahib.

Mr. Speaker : He is very familiar, he has been with us since 1985.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! مجھے اپنا پوائنٹ آف آرڈر پیش کرنے دیں اور یہ اس لئے جناب کہ وہ آئی جے آئی کے ٹکٹ پر سینٹر بنے وہ جماعت اسلامی کے ٹکٹ پر نہیں بنے کیوں کہ انکی جماعت میں سے من حیث الجماعت آئی جے آئی سے نکل چکی ہے اس واسطے وہ جو اس کو cover حاصل تھی وہ وہ کھو چکے اور یہ defection میں آ گیا' جناب والا میں اس کے دو پہلو عرض کروں گا جناب' اسلام میں اور جتنے اصول ہیں اس میں سے ایک بنیادی اصول ہے اور پروفیسر صاحب کا یہ فرض ہے کہ جب اس کی جماعت آئی جے آئی سے الگ ہو گئی تو وہ اخلاقاً مستعفی ہوتے کیوں کہ ان کی جماعت بڑے فخر سے دعویٰ کرتی ہے کہ وہ ایک دینی جماعت ہے اور وہ پاکستان میں دین کو پھیلانے کی کوشش کرتی ہے اور اس کو نافذ کرانے کی بھی کوشش کرتی ہے اگر وہ اس دعوے میں سچے ہیں تو پھر ذرا اخلاقاً یہ مظاہرہ جو ہے کہ ہاں میں آئی جے آئی کے ٹکٹ پر چونکہ آیا تھا ورنہ بارہ کی تعداد پنجاب سے بارہ کی تعداد سے کوئی سینٹر منتخب نہیں ہو سکتا اس واسطے اور نمبر پارٹیز ایکٹ کے مطابق وہ آئی جے آئی ایک گروپ ہے ایک پارٹی ہے اس گروپ سے الگ ہو کر اسکی اپنی identity پہلے سے نہیں تھی اب وہ جماعت میں آ گئی جو کہ جس نے اپنی identity پر یا اپنے نشان پر انتخابات میں کچھ حصہ لیا ہو اور پھر اس پر طرہ یہ کہ نکلتے ہی اسی آئی جے آئی کو جو کچھ منہ میں آیا وہ کہہ دیا وہ آئی جے آئی برا بھی بن گیا آئی جے آئی کے وزیر اعظم بھی برے بن گئے ان کے سارے کام جو اس وقت تھے وہ بھی برے بن گئے لیکن جب وہ اس جماعت میں شامل تھے تو سب کچھ ٹھیک تھا میں یہ نہیں سمجھتا کہ یہ ڈبل پالیسی کیسے چلے گی جناب والا! اگر کوئی لیگل سہارا یہ لینے کی کوشش نہ کریں کم از کم میں ان سے اسلامی

اخلاقی طور پر اپیل کروں گا کہ وہ اس ایوان سے باعزت طور پر ریٹائر ہوں ان کو یہ حق ہر گز نہیں پہنچتا کہ اس کے بعد چونکہ وہ آئی جے آئی کے ممبر نہیں رہے ہیں آئی جے آئی کے ٹکٹ پر ریٹرن ہو گئے ہیں اس واسطے ان کو یہاں بیٹھ کر اس بحث میں حصہ لینا چونکہ اس ایوان کی کارروائی میں حصہ لینا جائز نہیں ہے۔

Syed Abbas Shah : On a point of order. Sir, this is disputable whether IJI exists or not ? Majority of the members of IJI left and it was not a party at all.

<u>خواجہ محمد آصف</u> : کچھ دن پہلے قاضی حسین احمد صاحب کا بیان آیا کہ آئی جے آئی کی حکومت ختم ہو چکی ہے اس وقت ملک میں مسلم لیگ کی حکومت ہے تو اخلاقاً جیسے میرے بزرگ بہرور سعید صاحب نے کہا ہے کہ یہ مسلم لیگ کے ووٹوں س منتخب ہوئے تھے ان کو اپنی سیٹ سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔

<u>جناب چیئرمین</u> : ہونا چاہئے والی تو اور بات ہوئی وہ تو point of order raise کر رہے ہیں he is a stranger which means he is no longer a members کس کو ہونا چاہئے وہ تو علیحدہ بات ہے۔

<u>خواجہ محمد آصف</u> : جو کچھ بہرہ ور سعید صاحب نے کہا میں اسکی تائید کرتا ہوں۔

<u>جناب منظور احمد چکی</u> : جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ تو آپ فیصلہ دیں گے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر ہے کہ نہیں ہے میرے ذہن کے مطابق یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں ہے۔ دوسری بات یہ ہے کیا ڈیفیکشن کلاز اب تک exist کرتا ہے جو بہرہ ور سعید صاحب یہ فرما رہے ہیں۔ تیسری بات یہ ہے کہ آئی جے آئی کے جو main components ہیں ایک دو تین چار پانچ کیا وہ آئی جے آئی سے نکل نہیں چکے ہیں اگر یہ قصور باقیوں نے کیا ہے اور یہ نہیں کیا ہے تو یہ اب جماعت اسلامی نے کیا ہے تب تو اس پر الزام دے سکتے تھے بہت سی اسی پارٹیاں یہاں موجود ہیں اور نیشنل اسمبلی میں بھی جو آئی جے آئی سے الگ ہو چکی ہیں اور کہہ چکے ہیں "گڈ بائی" ان کے بارے میں ان کا کیا خیال ہے میں سمجھتا ہوں کہ IJI does not exist چونکہ defection کلاز جو ہے وہ لاگو نہیں ہے اس لئے ایوان کا وقت بے وجہ باتوں پر ضائع نہ کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ، پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: میں محترم بہرہ ور سعید صاحب کا ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں سب سے پہلے ہی اس مسئلے کو اٹھالیا اور مجھے موقع دیا کہ میں اپنے نقطہ نظر کو اس ایوان کے سامنے اور اس کے ذریعے پوری قوم کے سامنے پیش کر سکوں۔ میں اس پر بھی ان کا ممنون ہوں کہ انہوں نے قانون کے مقابلے میں اخلاق کا سہارا لیا اس لئے جہاں تک دستور اور قانون کا تعلق ہے وہ ان کے ساتھ نہیں ہے وہ جانتے ہیں لیکن انہوں نے اخلاق کا سہارا لیا ہے اور میں ممنون ہوں کہ انہوں نے اخلاق کا سہارا لیا ہے اس لئے میں یہ حقائق آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں کہ آئی جے آئی مختلف جماعتوں کا ایک ایسا الحاق تھا جس نے کچھ خاص مقاصد کے لئے متعین مقاصد اور ٹارگٹ کو سامنے رکھ کر قوم کے سامنے اپیل کی اور ایک پروگرام پیش کیا اور 1988ء میں پھر 1990ء میں انتخابات میں شرکت کی۔ دستور اور پوٹیکل پارٹی ایکٹ اور پشاور ہائیکورٹ کا فیصلہ ان تمام چیزوں کی روشنی میں آئی جے آئی ایک پوٹیکل پارٹی نہیں تھا۔ بلکہ سیاسی جماعتوں کا ایک الحاق تھا ہر پارٹی نے اپنے اپنے انداز میں کام کیا حتیٰ کہ سیٹوں کا ڈسٹری بیوشن بھی افراد کا انتخاب بھی ہر پارٹی نے خود کیا اسکے بعد پھر آپس میں یہ بات طے ہوئی کتنی seats کسی پارٹی کو allocate ہوں گی اور ہر پارٹی نے اپنی انتخابی مہم خود چلائی جہاں تک معاملہ آئی جے آئی کی موجودہ پوزیشن کا ہے تو حقیقت یہ ہے کہ آئی جے آئی کو موجودہ حکومت نے اس کے موجودہ صدر نے اس کے دستور کی خلاف ورزی اور اس کے دستور کے تقاضوں کو پورا نہ کرنا الیکشن کے بعد اس کی میٹنگز نہ بلانا الیکشن جس مدت کے لئے ہوئے تھے اس کے بعد الیکشن نہ کروانا ان تمام کی بنا پر انہوں نے خود اس کو ختم کر دیا۔

جہاں تک الیکشن کا تعلق ہے میں بہرہ ور سعید اور ان کی طرح سوچنے والوں کو بتانا چاہتا ہوں الیکشن میں اگر جماعت اسلامی کے مرکزی اسمبلی کے آٹھ اور صوبائی اسمبلی کے 12 اور سرحد ایں 8 افراد کو کچھ مسلم لیگ کے لوگوں نے ووٹ دیا ہے تو اسی طرح جماعت اسلامی کے ووٹر نے مسلم لیگ کے لوگوں کو ووٹ دیا ہے اور ہمارے ووٹوں سے وہ منتخب ہوئے ہیں اور اس صورت میں اگر آپ یہ تجزیہ کریں marginal ووٹ اتنا decisive تھا وہ یہ دیکھیں گے کہ عظیم اکثریت تقریباً 50 پرسینٹ سے زیادہ نہیں ہیں جنکا marginal ووٹ جس سے وہ جیتے ہیں 2

ہزار ووٹ تھا اور یہ بات میں غلط نہیں کہونگا اگر میں کہوں کہ decisive ووٹ اس situations میں جماعت کے سپوٹر کا تھا جس کی بنا پر ہمارے اتنے افراد منتخب ہو سکے ورنہ آپ 1988ء کے الیکشن اور 1990ء کے الیکشن کو compare کر کے دیکھ لیجئے اس بنا پر جہاں تک اخلاقی معاملہ کا تعلق ہے اخلاقی طور پر ہمارا conscious بالکل صاف ہے ہم نے اپنی مہم خود چلائی ہے ہم نے قوم کے سامنے اپنی پوزیشن کو پیش کیا ہے اگر مسلم لیگ والوں نے ہمیں ووٹ دیا ہے اور ہم نے مسلم لیگ والوں کو ووٹ دیا ہے وہ ایک انڈر سٹینڈنگ تھی اس انڈر سٹینڈنگ کے مطابق یہ پورا کام ہوا جسے ہم نے بھی پورا کیا لیکن اسکے بعد حقیقت یہ ہے کہ حکومت نے خود اپنی ہر پالیسی سے اپنے ہر اقدام سے آئی جے آئی کو ختم کیا اس کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں اس کی ذمہ دار موجودہ حکومت ہے۔

پھر دوسری چیز اپنے سامنے رکھئے جماعت اسلامی سے پہلے پاکستان نیشنل پارٹی جو ہے۔ وہ نکلی یا نکالی گئی جو صورت بھی اس کی ہوئی اور جیسا کہ ابھی آپ کے سامنے آیا اس کے ممبر اسمبلی اور سینٹ میں بھی موجود ہیں اس بنا پر اگر مسلم لیگ نے ہم سے تعاون کیا ہے تو ہم نے مسلم لیگ سے تعاون کیا ہے اور وہ معاملہ مسلم لیگ کی قیادت کی بے وفائی کی بنا پر بد قسمتی سے ختم ہوا ہم نے اس کے بعد کوشش کی یہ سارا معاملہ خوش اسلوبی کے ساتھ انجام پا جائے ایک سال سے اس کے اوپر گفتگو ہو رہی تھی اور آخری میٹنگ جو مارچ میں وزیر اعظم صاحب کے ساتھ ہوئی اس میں خود وزیر اعظم کا موقف یہ تھا ٹھیک ہے ہمیں خوبصورتی کے ساتھ آئی جے آئی کو اب ختم کر دینا چاہئے اور آئندہ کے لئے کوئی ور کنگ ریلیشن شپ بنا لیا جائے یہ صورت حال تھی جس کی بنا پر مارچ میں پچھلے الیکشن کے نتیجے کے طور پر بننے والی لیڈر شپ کا پیریڈ ختم ہو گیا تو آپ سے آپ آئی جے آئی disintegrate کر گئی ہمارا اس کے بعد اس سے لگے رہنا کوئی sense نہیں تھا یہی وجہ ہے ہم نے اس کے بعد اپنی independence کا اعلان کیا اور ماضی میں جو کچھ ہوا اس میں ہم نے بھی آپ کی معاونت کی اور آپ نے بھی ہماری معاونت کی ہے اس میں کوئی احسان نہ آپ کا ہمارے اوپر ہے نہ ہمارا آپ کے اوپر ہے اور اس بنا پر اخلاقی بنا پر ہماری پوزیشن بالکل کلیر ہے سیاسی پوزیشن بالکل کلیر ہے۔

جہاں تک قانون کا تعلق ہے تو نہ اس وقت کوئی ڈیفیکشن کلاز موجود ہے پولیٹیکل ایکٹ کے تحت آئی جے آئی کوئی پولیٹیکل پارٹی نہیں ہے۔ دستور اور پولیٹیکل پارٹیز کے بارے

میں جو بھی پروویژن ہیں یا اس کے تحت جو قانون سازی ہوئی ہے وہ اس پر اپلائی نہیں کرتا اس بنا پر میں سمجھتا ہوں انہوں نے یہ چیز اٹھا کر کوئی بہت بڑا کارنامہ انجام نہیں دیا البتہ اس پر میں ممنون ہوں کہ اس بنا پر مجھے اپنی پوزیشن واضح کرنے کا موقع مل گیا۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ بس جی کافی ہو گیا اس پر میں زیادہ ڈبیٹ نہیں چاہتا۔ on this point of order نہیں نہیں کوئی لمبا مسئلہ نہیں۔ دیکھیں جی پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے جو مسئلہ اٹھایا تھا۔۔۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : آئی جے آئی کا وجود ہے یا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں یہ مسئلہ relevant ہی نہیں ہے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : آئی جے آئی کو تو دوستوں نے خواہ مخواہ......

جناب چیئرمین : بہرہ ور سعید صاحب یہ مسئلہ relevant نہیں ہے صرف اتنا مسئلہ ہے آئی جے آئی چھوڑنے کے بعد کیا پروفیسر صاحب اس ایوان کے ممبر ہیں یا نہیں ہیں یہ آپ نے سوال اٹھایا ہے۔ میں اس پر زیادہ ڈبیٹ نہیں کروانا چاہتا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : ایک شعر عرض کر سکتا ہوں۔

جناب چیئرمین : عرض کر دیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب پروفیسر صاحب سے مخاطب ہو کر

نہ تم بدلے نہ دل بدلا نہ دل کی آرزو بدلی ؎
میں کیسے اعتبار انقلاب آسماں کر لوں

پروفیسر خورشید احمد : ہوئے دوست تم جس کے
دشمن اس کا آسمان کیوں ہو

Akhunzada Bahrawar Saeed : I have never claimed that friendship.

جناب چیئرمین : اقبال احمد خان صاحب briefly اگر آپ کچھ کہنا چاہیں۔

جناب اقبال احمد خان : بالکل briefly جناب پوائنٹ آف پرسنل ایکسپلینیشن پر عرض کرنا چاہتا ہوں محترم پروفیسر صاحب نے اپنے ارشادات کے دوران فرمایا کہ مسلم لیگ نے بیوفائی کی میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ مسلم لیگ کی 86 سالہ تاریخ میں آج تک کسی جماعت یا کسی فرد کے ساتھ جو عہد کیا اس سے بیوفائی کبھی نہیں کی۔ انہوں نے یہ

بھی فرمایا ہم نے مسلم لیگ والوں کے ساتھ، میں یہاں یہ بھی کہنے کی جسارت کر رہا ہوں اس ایشو پر آج تک انہوں نے مسلم لیگ کے ساتھ کبھی کوئی بات نہیں کی۔

جناب چیئرمین : شکریہ۔ جناب لاء منسٹر۔

چوہدری عبدالغفور : جناب میں انتہائی مودبانہ انداز میں عرض کرنا چاہتا ہوں سوائے اس بات کے کہ انہوں نے جو کچھ فرمایا ان کے اپنے نزدیک وہ درست ہو سکتا ہے لیکن میں ریکارڈ کو درست رکھنے کے لئے اس کی تردید کرنا چاہتا ہوں ان کا نقطہ نظر صحیح نہیں ہے بلکہ یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے آئی جے آئی نے ایک پولیٹیکل پارٹی کے طور پر ایک سمبل کے تحت الیکشن سمبل کے تحت اور ایک مینڈیٹ کے تحت الیکشن لڑا اور کسی جماعت کے اس سے disagree کر کے اس کو جا کر independently بیٹھ جانے یا اس سے اختلاف کرنے سے آئی جے آئی کا وجود ختم نہیں ہوتا آئی جے آئی آج بھی موجود ہے اگر کسی صاحب نے کسی جماعت نے یا کسی فرد نے اپنے طور پر کوئی فیصلہ کیا ہو کہ وہ اپنے طور پر علیحدہ جا کر بیٹھ جائیں اور اس جماعت کے منشور، اس کے مینڈیٹ، اس کے سمبل سے اختلاف کرتے ہوئے، تو اگر کوئی disqualification incur کرتے ہیں in the eyes of law تو اس کے ذمہ دار وہ خود ہیں، آئی جے آئی میں نہ تو میاں نواز شریف نے اس مینڈیٹ سے اختلاف کیا، نہ انہوں نے کوئی ایسی وعدہ خلافی کی، نہ ہی مسلم لیگ نے جیسے کہ میرے فاضل دوست نے کہا کہ اپنے طور پر، ایک جماعت کے طور پر کوئی وعدہ خلافی کی یا بے وفائی کی بلکہ آج بھی اسی مینڈیٹ پر قائم رہتے ہوئے موجودہ حکومت قائم ہے اس لئے یہ کہنا کہ یہ جماعت ختم ہو چکی ہے اور یہ کوئی جماعت نہیں ہے اور اس کو چھوڑ کر سارے لوگ جا چکے ہیں، یہ بالکل غلط ہے یہ آج بھی موجود ہے۔ اپنے مینڈیٹ اور منشور پر قائم ہے۔

Syed Iqbal Haider : Sir, only one word, the Law Minister may kindly explain and give his opinion whether Professor Sahib stands disqualified in his opinion or not, this is very relevant point of order.

Mr. Chairman : Yes, I will give my ruling on point of order.

Syed Iqbal Haider : Sir, the Law Minister may also give his opinion whether Professor Sahib has incurred disqualification or not in his opinion.

جناب چیئرمین : یہ ان کی مرضی ہے' دیں یا نہ دیں۔

Syed Iqbal Haider : Sir, I want that it would be brought on record.

Mr. Chairman : That is the issue.

جناب چیئرمین : جی خواجہ صاحب۔

خواجہ محمد آصف : جناب والا! گزارش ہے کہ آئی جے آئی کے الیکشن کے بعد ہم موجودہ حکومت تشکیل دے سکے ہیں۔ جہاں تک سینٹر کا تعلق ہے' جہاں تک ایم این اے کی بات ہے' اور صوبائی اسمبلیوں کے ممبران کا تعلق ہے' وہ بڑی abatract situation ہے کہ وہاں پر لاکھوں ووٹ ہوتے ہیں لیکن جہاں تک سینٹر کا تعلق ہے' وہاں پر بڑی clear cut پوزیشن ہے' پنجاب اسمبلی میں جماعت اسلامی کے 12 ممبر ہیں' اس لئے یہ صرف اور صرف مسلم لیگ کے ووٹوں سے ممبر بنے ہیں۔ صرف اور صرف مسلم لیگ کے ووٹوں سے سینٹر بنے ہیں۔ نہیں تو یہ سینٹ کی شکل نہ دیکھ سکتے۔

Mr. Chairman : Thank you. A point of order has been raised by Akhunzada Behrawar Saeed that Professor Khurshid Ahmed has ceased to be a member of this House and is, therefore, stranger for the reason that his party namely the Jamaat-e-Islami has withdrawn from the IJI. Under Article 63(2) of the Constitution of Pakistan, no person automatically serious to be a member on the happening of any particular event. The Constitution says that :—

> (2) If any question arises whether a member of the Majlis-e-Shoora (Parliament) has become disqualified from being a member, the Speaker or, as the case may be, the Chairman shall refer the question to the Chief Election Commissioner and, if the Chief Election Commissioner is of the opinion that the member has become disqualified, he shall cease to be a member and his seat shall become vacant."

Therefore to incur disqualification and for a member to cease to become a member of the House, a ruling from the Chief Election Commissioner is required which ruling is given on a proper application moved before the Chief Election Commissioner. For these reasons I hold this point of order to be invalid. As far as the moral argument is concerned, I don't think I can take up the moral argument to decide a

legal matter unless that morality has also been incorporated into the rules or the law. I will be giving a more detailed ruling on this question later. Thank you.

اگلی آئیٹم' سندھ کے بارے میں موشن موو ہو گئی تھی' تو کیا اس پر بحث کل شروع کرنی ہے تو پھر ایجنڈے کی اگلی آئیٹم پر جاتے ہیں '20 ہے'

Item No. 20, Syed Faseih Iqbal Sahib to move that this House may discuss the overall performance of the Duty Free Shops

جی فصیح اقبال صاحب۔

DISCUSSION ON THE OVERALL PERFORMANCE OF THE DUTY FREE SHOPS

سید فصیح اقبال : وزیر دفاع تو نہیں ہیں لیکن بہرحال میں اس پر بات کروں گا۔

جناب چیئرمین : میرا خیال ہے کہ آپ اس پر ایک دفعہ بول چکے ہیں اس لئے اب کسی اور کو موقع دے دیں۔

سید فصیح اقبال : نہیں نہیں' ایسی کوئی بات نہیں ہے' ڈیوٹی فری شاپ تو میرا اپنا موضوع ہے اور یہ ایک سال سے موشن چل رہی ہے۔ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر جتنی بیلٹ ہوتی ہے 'اس میں ایک ایک سال کے بعد باری آتی ہے۔ ہم چاہتے ہیں جو ایجنڈا ہے اس کو اسی طرح سے رکھا جائے۔

سید اقبال حیدر : فصیح صاحب کی کتنی ڈیوٹی فری شاپس ہیں۔

سید فصیح اقبال : جناب' میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ نے تو سارا کچھ کراچی میں رکھا ہوا ہے۔

جناب چیئرمین ! ڈیوٹی فری شاپس کے بارے میں' میں یہ موشن اس لئے لایا ہوں کہ ملک میں سمگلنگ کا یہ کاروبار اس طرح سرکاری سرپرستی میں ہو رہا ہے جس سے یہ دو عملی سمجھ میں نہیں آتی ہے۔ کہ آپ آج دیکھ لیں کہ پاکستان کے ہر شہر میں باڑہ مارکیٹ موجود ہے۔ یہ چیز سرکاری سرپرستی کے بغیر نہیں ہو سکتی ہے۔ یعنی یہ پہلے کہا جاتا ہے کہ ہمارے کچھ علاقے بارڈر ٹاؤن ہیں جو سرحد کے ساتھ ہیں لیکن اب تو جناب یہ ہو گیا ہے اسلام آباد کے علاوہ پنڈی میں بھی باڑہ مارکیٹ کے نام سے ایک بازار موجود ہے اور یہ وہاں موجود ہیں جہاں ڈیوٹی فری شاپس بھی موجود ہیں یعنی افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ پاکستان کی حکومت یعنی اپنا فارن ایکسچینج غلط

پالیسیوں پر لگا رہی ہے۔ جناب وزیر اعظم صاحب نے یہ بڑا اچھا فیصلہ کیا ہے کہ باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے گرین سگنل سکیم کے تحت ایک سہولت دینے کے لئے قدم اٹھایا لیکن اس کا فائدہ کس کو ہوا۔ اس کا فائدہ بھی انہی سمگل شدہ چیزیں فروخت کرنے والے دکانداروں کو ہوا، اس لئے کہ انہوں نے "اے فارم" خریدنے شروع کر دیئے۔ آج یہ عالم ہے کہ ڈیوٹی فری شاپس پر جو قیمتیں ہیں وہ بازار کی قیمتوں سے زیادہ ہیں، یعنی ڈیوٹی فری شاپس پر حکومت کم از کم 30، 25 کروڑ روپے سالانہ خرچ کرتی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اس سلسلے میں جیسے کہ پی آئی اے نے حکومت پاکستان کے ایما پر ایک سٹڈی کرائی تھی ڈیوٹی فری شاپس کھولنے کے متعلق کہ ڈیوٹی فری شاپس کھولنے کے لئے ان شہروں کا انتخاب کیا جائے جہاں سمگلنگ کا سامان ہوتا ہے تاکہ smuggling discourage ہو سکے۔ تاکہ سمگل شدہ چیزوں کی قیمتیں کم ہوں۔ جیسے کہ نام سے ظاہر ہے کہ ڈیوٹی فری شاپس، تو اس لئے ڈیوٹی نہیں ہونی چاہئے لیکن ہوا یہ جب پی آئی اے نے یہ ادارہ کھولا تو اسے بھی ایک کاروباری ادارہ بنا دیا گیا اور اسی طرح سے انہوں نے بھی منافع لینا شروع کیا جس طرح کہ دوسرے دکاندار لیتے ہیں۔ یعنی عالم یہ ہے کہ پرائیویٹ سیکٹر میں جو دکاندار بازار سے یا سمگل کر کے سامان دکانوں میں بیچتے ہیں وہ ڈیوٹی فری شاپس سے سستا ہوتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کی جو دکانیں ہیں، ان میں اس وقت جو قیمتیں لگی ہوئی ہیں، اس میں یا تو ان کے اپنے overhead charges ہیں یا اس قسم کی چیزیں ہیں جو دنیا میں reject ہیں۔ یعنی آج تک یہ نہیں پتہ چلا کہ ڈیوٹی فری شاپس میں جو چیزیں ہیں ان کی قیمتیں کیوں زیادہ ہیں۔ ہونا یہ چاہئے تھا کہ اگر وزارت خزانہ اس کو regulate کرے، تو یہ جو ڈیوٹی فری شاپس ہیں یہ ملک میں اس وقت جو سمگلنگ کا رجحان ہے اسکو روکنے کا سبب بن سکتی ہیں۔ کیونکہ جب یہ دفتر لاہور میں کھولا گیا تو اس میں کافی سیل ہوئی، کراچی میں تو اس وقت تین چار برانچیں ہیں اور جو کراچی ایئرپورٹ پر دکانیں ہیں ان میں جو قیمتوں کا عالم ہے وہ سب کو معلوم ہے۔ لوگ جلدی میں اپنے فارن ایکسچینج کے ذریعہ سے، ڈالرز میں وہاں سے چیزیں خریدتے ہیں اور یہی چیزیں جب وہ بازار میں جاتے ہیں تو دیکھتے ہیں وہاں سستی ہوتی ہیں اس لئے حکومت کو چاہئے کہ اس قسم کی ڈیوٹی فری شاپس سے کوئی مقصد حاصل کرے یا پھر ان کو بند کر دیا جائے۔ اگر آپ انہیں چلانا چاہتے ہیں باہر سے آنے والوں لوگوں کے لئے تو پھر یہ "اے فارم" کی پابندی ختم ہونی چاہئے۔ اور اسے اوپن کر دیا جائے اور جو بھی باہر سے آئے

اسے وہاں اشیا خریدنے کے بہتر مواقع دیں۔ اور وہاں ایسی چیزیں رکھنی چاہئیں جو آج کل کے زمانے کی ضرورت کے مطابق ہیں اور لوگ انہیں بازار سے خریدتے ہیں۔ اس طرح سے ایک تو سمگلنگ ختم ہوگی اور پاکستان کا فارن ایکسچینج بہت بڑی تعداد میں بچ جائے گا۔ اس وقت عالم یہ ہے کہ ہمارے کوئٹہ میں آٹھ دس مارکیٹیں ہیں باہر کے سامان کی، لیکن ڈیوٹی فری شاپس نہیں ہیں اس لئے پھر وہی معاملہ آئے گا اور ہمارے دوست اعتراض کریں گے کہ پاکستان کے ہر صوبے میں ڈیوٹی فری شاپس ہیں لیکن بلوچستان میں نہیں ہے۔ وزیر خزانہ صاحب نے پچھلے سال 1991ء میں کہا کہ ہم بلوچستان میں بھی ڈیوٹی فری شاپس کھولیں گے اور اب 1992ء آ گیا ہے لیکن ابھی تک بلوچستان میں کوئی ڈیوٹی فری شاپ نہیں کھولی گئی ہے۔ یہ تو رہا مسئلہ یونٹوں کی برابری کا.........

جناب چیئرمین: لیکن کچھ لوگ کہتے ہیں کہ کوئٹہ خود ڈیوٹی فری ایریا ہے۔

سید فصیح اقبال: نہیں جناب، جب آپ وہاں جائیں گے تو آپ کو پتہ چلے گا کہ اصل صورت حال کیا ہے۔ وہاں کن مصیبتوں سے لوگ لاتے ہیں۔ اگر آپ سمگلنگ کو جائز قرار دیتے ہیں تو بہت اچھا ہے۔ اس طرح تو آپ کا یہ سارا صوبہ ڈیوٹی فری ہو جائے گا لیکن میں عرض کر رہا ہوں۔۔۔

جناب چیئرمین: بہرحال میں نے یہ بات سنی تھی اس لئے میں نے کہا کہ آپ سے پوچھ لوں۔

سید فصیح اقبال: جناب اگر آپ ہمارے گوادر پورٹ کو ڈیوٹی فری کر دیں تو ہم مزید کوئی رعایت نہیں لیں گے۔

جناب چیئرمین: صرف "شاپس" نہیں ہیں، ویسے ہے۔

سید فصیح اقبال: اس میں تین چار ایجنسیاں خاصا پیسہ بنا رہی ہیں یعنی آپ کے علم میں ہے کہ جب یہ چیزیں آتی ہیں بغیر کسی bargain کے تو نہیں آ سکتی ہیں، اتنے بڑے بارڈر سے، اس میں جتنی پانچ چھ ایجنسیاں کام کر رہی ان کا کام ہی یہی ہے کہ سمگلنگ کے کاروبار کو فروغ دیں۔

جہاں تک اس بات کا تعلق ہے اس سے ملک کی معیشت کو بڑا نقصان پہنچا ہے وہ سب جانتے ہیں۔ ہمارے وزیر خزانہ آج نہیں ہیں پتہ نہیں ہے کہ ڈیوٹی فری شاپس سے متعلق لوگ

بھی ہیں یا نہیں لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس کے متعلق کوئی ایسا بل لایا جائے جس کے تحت بیگیج رولز میں کوئی تبدیلی ہو جس کے تحت تمام پاکستان میں یہ شاپس کھولی جائیں اور ان میں وہ قیمتیں مقرر کی جائیں جو واقعی ڈیوٹی فری شاپس کے مطابق ہوں۔ یعنی اب عالم یہ ہے وہ سو فیصد منافع لیتے ہیں، یا اس میں اپنا خرچ لگا کر مہنگا بیچتے ہیں۔ ایسا کرنے سے بھی کوئی مقصد حاصل نہیں ہوتا ہے۔ اس لئے میں آپ کے توسط سے یہ درخواست کروں گا کہ حکومت ان تمام چیزوں کو regulate کرے اور "اے فارم" کا قصہ ختم ہو۔ تاکہ اس قسم کے لوگ جو اے فارم خریدتے ہیں بازار میں، آپ دیکھیں جہاں ڈیوٹی فری شاپس ہیں وہاں قرب وجوار میں جتنے agents ہیں دکانوں میں گھوم رہے ہوتے ہیں اور یہ 2 فیصد اور 5 فیصد پر اے فارم خرید لیتے ہیں۔ اسی اے فارم کو وہ قانونی طور پر کتنی چیزیں بغیر ٹیکس دیئے ہوئے منگواتے ہیں اس طرح سے یہ حکومت کو نقصان بھی ہو رہا ہے تو لہٰذا ڈیوٹی فری شاپس کی کارکردگی کو عوام کے لئے بہتر بنانے کے لئے کم از کم ایسے قواعد بنائے جائیں کہ تمام صوبوں کے اندر میونسپل اور ماڈل towns میں یہ شاپس کھولی جائیں اور اس میں وہ تمام چیزیں ہوں جو لوگوں کی ضروریات ہیں جو باہر سے آتے ہوں یا پاکستان کے اپنے لوگ بھی ہوں وہ ڈالر دے کر۔۔۔۔

جناب چیئرمین : ایک منٹ فصیح صاحب۔ (Pause)

جناب چیئرمین : ایوان سے ایک مشورہ لینا تھا کہ ہم نے اب یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم ہر دن سیشن رکھیں گے۔ پہلے جو ایجنڈا تیار ہوا تھا اس کے مطابق کل کے دن ہم نے off دن رکھا ہوا تھا اس کا مطلب یہ ہے کہ کل کے دن question نہیں ہوں گے۔ اسی طرح دوسرے دن کے questions ہونگے اسکے بعد کے نہیں ہوں گے تو اب چونکہ سندھ پر debate ہوگی تو کیا آپ چاہیں گے کہ questions بھی ہوں، وہ بھی رکھے جاہیں۔

آوازیں : بالکل ہوں رکھے جاہیں۔

جناب چیئرمین : تو اس طرح کرتے ہیں کہ جس دن کے لئے سوالات تیار ہو سکتے ہیں مثلاً مجھے بتایا گیا ہے 18 کو سوالات جو تھے وہ اس لئے take up نہیں ہو سکے تھے چونکہ اس دن تعزیتی قرار داد تھی وہ ہم رکھ لیں گے کل پہ، اور اس طرح کریں گے کہ جس دن کے questions آ سکتے ہیں اس دن questions رکھ لیں گے ساتھ ہی تھوڑا سا ایجنڈا لیجسلیشن کا رکھ لیں گے اور پھر سندھ پر بھی debate ہو جائے گی۔ تاکہ سارے کام ساتھ ساتھ چلتے رہیں۔ ٹھیک ہے جی؟

معززاراکین: ٹھیک ہے۔

جناب چیئرمین: O.K. جی جناب فصیح صاحب۔

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین ! تو میں عرض کر رہا تھا کہ فنانس منسٹری کو چاہیئے کہ فوری طور پر ایک ریگولیشن بنائے اور بیگیج رولز میں تبدیلی کرے کیونکہ کافی عرصے سے بیگیج رولز سے مسافروں کو تکلیف تھی۔ یہ اے فارم کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ اور یہ دکانیں پاکستان کے لئے زرمبادلہ کمانے کا موثر ذریعہ بن سکتی ہیں۔ لیکن اس کے لئے یہی ہے کہ اس کی دوبارہ سٹڈی کرائی جائے۔ اور ان کو وہ تمام مواقع دیئے جائیں تاکہ وہ بازار کی دکانوں سے مقابلہ کریں۔ اب یہ عالم ہو گیا ہے کہ P.I.A. کے تحت یہ چل رہی ہیں۔ گو ان کا profit ابھی بھی کروڑوں روپے ہے۔ لیکن اسکا لوگوں کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ لہٰذا اسکی قیمتوں پر کنٹرول ہو اور ایسی تمام چیزوں کو اگر منسٹری فنانس دیکھتی ہے کہ اس سے سمگلنگ کی حوصلہ شکنی ہوتی ہے اور اس کو روکا جاسکتا ہے یہ وزارت خزانہ کا کام ہے کہ اس قسم کی سٹڈی کرائیں اور میرا خیال ہے کہ بیگیج رول اس وقت کیبنٹ میں پڑا ہوا ہے کوئی چھ مہینے سے اب تک آیا نہیں۔ اگر یہ بیگیج رول بن جاتا ہے تو یہ اے فارم کا سلسلہ ختم ہو جاتا ہے تاکہ جتنے پاکستان کو آنے والے لوگ ہوں وہ اپنے ڈالر دے کر ' اب تو ڈالر بھی فری کرنسی ہے لہٰذا اس قسم کی کوئی چیز نہ ہو تاکہ حکومت باقاعدہ اس کو regulate کرے اور سمگلنگ کی مارکیٹوں کو ختم کیا جاسکے۔ شکریہ۔

Mr. Chairman : Any body else who wants to speak on duty free shops.

(Voices: No.)

جناب چیئرمین: تو بہرحال منسٹر صاحب آئیں گے تو جواب ان سے لیں گے۔
that this House may discuss the - خواجہ آصف صاحب next item to more rapid population growth in the country.

DISCUSSION ON THE RAPID POPULATION GROWTH IN THE COUNTRY

Khawaja Muhammad Asif : Sir, I beg to move that this House may discuss the rapid population growth in the country.

Mr. Chairman : Khawaja Sahib, what you have to say on this ?

خواجہ محمد آصف : جناب چیئرمین ! یہ population growth کا جو مسئلہ ہے میری رائے میں یہ ہماری حکومت اور عوام کی توجہ مانگتا ہے اور پچھلے 20 / 15 سال سے اس مسئلے کو جس طرح neglect کیا گیا ہے اور پاپولیشن جس سپیڈ سے اس ملک میں بڑھی ہے اگر یہی سپیڈ جاری رہی تو آئندہ 30 / 20 سالوں میں نہ ہمارے پاس کچھ کھانے کو ہو گا اور بے روز گاری جو ہے وہ بالکل out of control ہو جائے گی۔ اور ہمارے ملکی وسائل اس کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اس سلسلے میں ' میں کچھ اعداد و شمار ایوان کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔ 1901ء سے لے کر 1947ء تک پاکستان یعنی موجودہ پاکستان کی آبادی دگنی ہوئی۔ یعنی تقریباً 46 سال میں آبادی جو ہے وہ دگنی ہوئی۔ اور 1947ء سے لے کر 1991ء تک پاکستان کی آبادی times increase 6ء3 ہوئی۔ آپ اس سے اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہمارے وسائل پہ اس آبادی کی شرح میں اضافے سے کیا بوجھ پڑا ہو گا۔ اس سلسلے میں ' میں باقی دنیا کے اضافے کا بھی..................

[At this stage the Chair was occupied by the Deputy Chairman

(Mir Abdul Jabbar)]

خواجہ محمد آصف : میں اس سلسلے میں باقی دنیا کی آبادی کے اضافے کی شرح بھی بیان کرنا چاہوں گا دنیا کی آبادی میں 1900ء سے لیکر 1991ء تک تین گنا اضافہ ہوا۔ ترقی یافتہ ممالک میں آبادی دگنی ہوئی۔ غیر ترقی یافتہ ممالک میں آبادی چوگنی ہوئی پاکستان میں آبادی سات گنا بڑھی ' پاکستان اس وقت دنیا کی most populated کنٹری ہے اس میں سب سے زیادہ اس کا growth rate ہے۔ یہ صورتحال اور یہ اضافے کی شرح ہماری فوری توجہ مانگتی ہے اگر ہم اس چیز پر قابو نہ پا سکے تو موجودہ سماجی انصاف و معاشی انصاف کے جو نعرے اور خواب ہیں وہ بکھر کے رہ جائیں گے۔ ایک سروے کے مطابق پاکستان میں ایک گھرانے کے اندر تقریباً چھ بچے پیدا ہوتے ہیں اگر اس کا موازنہ دنیا کے دوسرے ممالک سے کیا جائے تو بنگلہ دیش میں 9ء4 ' مراکش میں 8ء4 ' انڈونیشیا میں 3ء3 اور ترکی میں 6ء3 ہے۔

پاکستان میں اس وقت 45فیصد آبادی جو ہے وہ 15 سال سے کم عمر کی ہے اس کا یہاں بتانا اس لئے مقصود ہے کہ یہ آبادی جو 45فیصد 15 سال سے نیچے ہے یہ ہر سال ایسے عمر کو پہنچتی ہے جن کے لئے حکومت کو روزگار مہیا کرنا پڑتا ہے تو جس تیزی سے ہماری labour force میں نوجوان داخل ہو رہے ہیں اس تیزی سے ہمارے پاس روزگار مہیا نہیں ہو رہا۔ اسکے ساتھ ساتھ یہ 45فیصد آبادی جو ہے وہ سکول بھی مانگتی ہے ہمارے پاس اتنے resources نہیں ہیں کہ ہم ان کو education provide کر سکیں۔ تو یہ بوجھ جو ہے نہ صرف ہمارے employment پہ ہے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سکولوں کی شرح جو اس وقت increase ہونے کی ہے وہ اس population کے ساتھ ناقابل موازنہ ہے۔ پاکستان کی آبادی موجودہ شرح سے تقریباً 23 سال میں double ہو جائے گی۔ اگر موجودہ resources جو ہیں ان کو ہم double کر لیں تو 23 سال کے بعد وہی پاکستان کی situation ہو گی جو آج ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ ہمارا جو growth rate ہے وہ تقریباً زیرو کا زیرو آج سے 23 سال کے بعد بھی ہو گا۔ تو ہم quantity اور تعداد کے بدلے quality of life ’صحت تعلیم‘ روزگار‘ ہاؤسنگ اور خوراک‘ ان تمام مسائل کو اپنے اوپر وبال جان بنا رہے ہیں اور میری رائے میں جتنی جلدی ہو سکے ایک جامع قسم کا منصوبہ حکومت کو تیار کرنا چاہئے جس کے ذریعے عوام کو اور خصوصاً دیہی عوام کو ایجوکیٹ کیا جا سکے اور یہ پروگرام جو پاپولیشن پلاننگ کا ہے effective طور پر اس کو قابل عمل بنایا جا سکے۔ میں اس میں تھوڑی سی ہیلتھ اور ایجوکیشن اور اس ریفرنس سے figures ہاؤس کے سامنے پیش کرنا چاہوں گا۔ اس وقت پینتالیس فیصد ہماری آبادی کے پاس بالکل ہیلتھ سروسز نہیں ہیں۔ یعنی ہیلتھ سروسز ہاسپیٹل پینتالیس فیصد آبادی کو access ہی نہیں ہے۔ اسکے علاوہ 55 فیصد ہماری آبادی کو پینے کا صاف پانی accessible ہی نہیں ہے۔ اسی فیصد آبادی کی access to sanitation ہی نہیں ہے۔ on average ایک کمرے کے اندر چار آدمی پاکستان میں رہتے ہیں۔ ہماری لٹریسی ریٹ جو بقول حکومت کے چھبیس فیصد ہے لیکن اصل میں جو سولہ فیصد ہے وہ بھی اصل میں اس آبادی کے اضافے کا پروڈکٹ births ہے۔ ہمارے باون پرسینٹ سکول جانے والے بچے جو ہیں وہ اس وقت پرائمری ایجوکیشن حاصل نہیں کر سکتے جن کی تعداد تقریباً تہتر لاکھ کے قریب ہے۔80 پرسینٹ ہماری جو un-trained births ہیں وہ اور ٹریڈیشنل

لوگوں کے ہاتھ سے ہوتی ہیں۔ باون فیصد ہمارے بچے malnutritioned ہیں، ان کی proper nutrition ان کو نہیں ملتی۔ اور تیس فیصد پاکستان کی آبادی below the poverty line ہے۔ اسی طرح موجودہ شرح کے مطابق تقریباً چھتیس لاکھ ہر سال پاکستان میں آبادی میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ ایک ملین کے قریب لوگ لیبر فورس میں داخل ہو جاتے ہیں۔ تو میں ایوان کی وساطت سے عوام کی اپنی قوم کی اس ایشو کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ موجودہ صورت حال اگر اسی طرح جاری رہی تو خدشہ ہے مستقبل میں نہ تو ہم ملکی معاشی ترقی کر سکیں گے اور نہ صنعتی ترقی کے خواب ہمارے پورے ہو سکیں گے۔ نہ ہی معاشی انصاف مل سکے گا اور نہ ہی سوشل unequalities ہمارے ملک میں ختم ہو سکیں گی۔ اس کے بعد جب یہ ساری چیزیں پوری نہ ہو سکیں گی تو پھر جو آج لاء اینڈ آرڈر کا مسئلہ ہے اس سے کئی گنا بڑا مسئلہ آئندہ آنے والے سالوں میں ہمارے ہاتھوں میں ہو گا۔ اس وقت جو ان ایمپلائیڈ ہمارے لوگ ہیں، جو have nots ہیں اس ملک کے اندر وہ ایک human bomb کی حیثیت رکھتے ہیں اور اگر اس چیز کا سدباب نہ کیا گیا تو ہم ایک آتش فشاں کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہاں کے ان ایمپلائڈ لوگ اور جن لوگوں کو سماجی اور معاشی انصاف نہیں مل رہا وہ اسی طرح لاء اینڈ آرڈر کی situation پیدا کرتے رہیں گے۔ اور لوگ ڈاکو بنتے رہی گے۔ لوگ چور بنتے رہیں گے اور یہ پھر روزانہ ہمارے لئے لاء اینڈ آرڈر کی situation create ہوتی رہے گی۔ آنے والے وقت میں اگر اسی طرح آبادی بڑھتی رہی کہ جو situation آنے والے وقت میں کریٹ ہونی ہے آج کی situation اس کے مقابلے میں ہمیں بہت کم اور peacefull نظر آئے گی۔ جناب رانا نذیر صاحب متعلقہ وزیر صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں اور ان کی وساطت سے میں حکومت سے درخواست کروں گا کہ کوئی پبلک کو ایجوکیٹ کرنے کا پروگرام بنائیں اور اس قسم کے اقدامات اٹھائیں کہ پاپولیشن گروتھ کو کسی طرح arrest کیا جا سکے اور ملک میں کوالٹی آف لائف کو improve کیا جا سکے۔ اس معاملے کی طرف لوگوں کی توجہ دلائی جا سکے تاکہ اس مسئلے کو فوری طور پر حل کیا جا سکے۔ شکریہ جی۔

<u>جناب ڈپٹی چیئرمین</u>: مندوخیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم خاں مندوخیل : جناب چیئرمین ! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے ایک بہت اہم مسئلے پہ مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ یہ جو یہاں تجویز رکھی گئی ہے کہ پاپولیشن گروتھ کو arrest کیا جائے تو اس کے بارے میں میں اس نقطہ نظر کی' اس پر اپوزیشن کی مخالفت میں بات کروں گا اور وہ ظاہر ہے اس وقت جو ماحول بنا ہوا ہے بڑا reactionary اور بڑا conservative نظر آئے گا۔ جناب چیئرمین اصل بات یہ ہے کہ پاپولیشن گروتھ ہماری سوسائٹی کا ایک پہلو ہے۔ لیکن یہاں اس وقت جو بھی اس کے بارے میں تبلیغ کی جا رہی ہے' جیسا کہ بنیادی مسئلہ ہی یہی ہے۔ باقی سوشیو اکنامک جو ہمارے problems ہیں وہ پرابلمز ہے ہی نہیں۔ صرف پاپولیشن گروتھ ہو رہی ہے اور اس کو اریسٹ کیا جائے۔ جناب چیئرمین اصل بات یہ ہے کہ ہمارے سوشیو اکنامک سسٹم میں جو ہم نے اپنے ملک میں بنائی ہے اور اب بھی جو ہم مختلف تجاویز دے رہے ہیں پرائیویٹائیریشن کی اور پھر ہمارے ساتھ یورپ کے ممالک کے جو ریلیشنز ہیں وہ سب اس طرح ہیں کہ ہمارے ملک میں پروڈکشن' پراگرس کا رستہ تین سو سال پہلے بھی روکا گیا تھا اور پھر موجودہ چالیس سال میں بھی جو ہم نے پالیٹکس کی ہے ہمارے progress کا راستہ مکمل رکا ہوا ہے۔ جو کچھ ہم معمولی سی پراگرس کر رہے ہیں اس کو بھی..................

جناب ڈپٹی چیئرمین : جناب مندوخیل صاحب موشن ریبرٹڈ پاپولیشن گروتھ کے بارے میں تھا۔ اس پر ڈسکشن ہونی ہے۔

جناب عبدالرحیم خان مندوخیل : میں اسی پر آرہا ہوں۔ یہ جناب اپنے context میں نہ ہو جناب والا! تو یہ جو ہماری مجموعی پوزیشن ہے' پروڈکشن نہیں ہے' کوئی پراگرس نہ اندر ہمارے ملک کے چھوڑ رہے ہیں اور نہ ہماری پروڈکشن باہر کے ممالک چھوڑ رہے ہیں اور ہم وہی پاپیسٹر ان کی مرضی کی بنا رہے ہیں۔ ورنہ قدرتی وسائل کے حساب سے یہ ملک بڑا آباد ہے۔ ہماری سرزمین' جنگلات' minerals' پانی زمین' میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگر سائنس اور ٹیکنالوجی موجودہ دور کے آپ آزادی سے apply کریں کم از کم ہمارے ملک' یہ ٹھیک ہے کہ پھر بھی پاپولیشن کا مسئلہ پیدا ہو گا۔ لیکن وہ اس context میں دیکھنا پڑے گا۔ کوئی ہمارے لئے' کم از کم اس ملک کے لئے کوئی ملکی مسئلہ پیدا نہیں ہو گا۔ پھر آج بھی آپ دیکھ رہے ہیں کہ ابھی برازیل میں ایک کانفرنس ہو رہی ہے اس میں جنگلات اور نیچرل ریسورسز' یورپ والوں نے اپنے لئے سب کچھ ہمارے جنگلات اور سب کچھ ہمارے وسائل

لوٹ لئے اور اب گلوب کو جو نقصان پہنچ رہا ہے آج بھی وہ اس کے لئے تیار نہیں ہیں۔ یہ جو ریزولیوشن سامنے آیا اس میں یورپ والے ترقی یافتہ ممالک اسکے لئے تیار نہیں تھے کہ یہاں پھر ہمیں وہ فنڈز دیں تاکہ ہم اپنے جنگلات کو اور اپنے وسائل کو ہم پروٹیکٹ کریں۔ تو ایسے حالات میں ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اس پر ہم figures دے سکتے ہیں کہ آج اگر ہماری لٹریسی ' اگر ہمارے صاف پانی کا مسئلہ ' اگر ہمارے لئے صحت ' ہمارے لئے دوسرے مسائل ہیں اس لئے کہ ہم نے بیسی کلی سوشیو اکنامک سسٹم انصاف کی بنیاد پر بنایا ہی نہیں ہے۔ نہ ہم اس کے بارے میں سوچ رہے ہیں۔ لہٰذا جتنا بھی ہم پاپولیشن گروتھ کو اریسٹ کریں گے لیکن یہ مسئلہ ہو گا۔ اور آپ نے بجا فرمایا میرے محترم دوست نے کہا ان ایمپلائڈ جو ہیں وہ ایک بم کی شکل رکھتے ہیں۔ جب یہ تمام وسائل لوٹے جا رہے ہیں تو ان ایمپلائمنٹ ہو گی تو explosion تو ہو گا۔ ایکسپلوژن جب ہو گا تو یہاں بحران تو پیدا ہو گا۔ اس مسئلے پر تو ہم بات نہیں کر رہے۔ اسی کے بارے میں ہم سائنٹفکلی ثابت کر سکتے ہیں کہ پاپولیشن گروتھ ' یہ مسئلہ بنیادی نہیں ہے۔ یہ ہماری سوسائٹی میں بالکل ایک پہلو ہے۔ اگر ہم پورا فریم اپنی سوسائٹی کا ٹھیک کریں تو اس میں اپنی جگہ پر اس کو بھی اعتدال میں لایا جاسکتا ہے۔ پھر قرآن حکیم میں یہ بات واضح ہے کہ بھوک کی وجہ سے آپ اپنے بچوں کو نہ ماریں۔ اس کے کیا معانی ہیں۔ یعنی علمی طور پر اور الہامی طور پر ہم کیا سمجھ سکتے ہیں۔ جناب والا ہم پاپولیشن کو چیک کرتے۔ تو میں یہ کہوں گا کہ کیا وہ نیچرل ' یہ الفاظ میں استعمال تو کر سکتا ہوں ' بڑی بڑی جینیئس ' یہ انسان کے یعنی آپ کا مطلب ہے کہ ان کی پیدائش رک گئی۔ یہی معنے ہیں۔ تو کم از کم ہم اس سے متفق نہیں ہیں۔ البتہ بنیادی مسئلہ جو ہے اس پر ہم فگرز دے سکتے ہیں۔

ایک معزز رکن : غیر اسلامی ہے۔

جناب عبدالرحیم خاں مندوخیل : میں یہ کہوں گا کہ غیر اسلامی ہے ' غیر انسانی ہے۔ غیر علمی ہے۔ تو اس لئے اس مسئلے کو اس طرح نہیں اٹھانا چاہئے۔ فریم جو ہے وہ صحیح کر کے اس میں پھر یہ بات اٹھائی جاسکتی ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین : کیا جناب وزیر صاحب ' رانا صاحب اس بارے میں ارشاد فرمائیں گے۔ آپ فرمائیں۔ جی ارشاد۔ سید اشتیاق صاحب۔

سید اشتیاق اظہر: جناب آج جو موضوع زیر بحث ہے بہبود آبادی کے حوالے سے ' جناب آصف نے جو اعداد و شمار پیش کئے ہیں وہ بڑے چونکا دینے والے ہیں اور اس بہبود آبادی کے مسئلے کو جس طرح سے آپریشن ایکسپلوژن کا ذکر کر کے۔ اور اسی طرح سے بیروز گاری کا ذکر کر کے اور ان ایمپلائمنٹ یوتھ کی پرابلم کو جس طرح ہائی لائٹ کیا ہے اس سے یقیناً اس مسئلہ کی اہمیت واضع ہو جاتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلہ کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لیکر اس بارے میں کوئی مضبوط پالیسی بنانے کی ضرورت ہے۔ جناب رانا نذیر یہاں موجود ہیں۔ میری ان سے درخواست ہے کہ وہ اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر کوئی ایسی مضبوط پالیسی ترتیب دیں کہ جس سے ہمارے ملک میں آبادی میں اضافہ کی وجہ سے بیروز گاری کا جو مسئلہ بھیانک سے بھیانک صورت اختیار کرتا جا رہا ہے۔ اس کا کوئی تدارک ہو سکے۔ ویسے مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ یہ بات کہ آبادی کے اضافے کو روکنا ایک غیر شرعی بات ہے اور آبادی میں اضافے کو روکنے کے لئے ' آبادی کے اضافے سے جو مسائل پیدا ہوتے ہیں 'ان پر ایک مربوط پالیسی بنائی جائے تو وہ زیادہ بہتر ہو گی۔ مجھے ایک مصرعہ یاد آ رہا ہے شوکت تھانوی کا'

اے میرے نور نظر' لخت جگر پیدا نہ ہو

تو انسان کا پیدا ہونا ایک قدرتی وفطری عمل ہے۔ اسے روکنے کی بجائے آبادی کے اضافے سے جو صورت حال پیدا ہو رہی ہے۔ اس پر اگر کوئی مربوط پالیسی بنائی جائے اور ایسے مضبوط اقدامات کیے جائیں جس سے اس مسئلے کا اقتصادی پہلو حل ہو جائے میں سمجھتا ہوں کہ زیادہ بہتر ہو گا۔ میں ان الفاظ کے ساتھ دوبارہ پھر جناب خواجہ آصف کی تقریر کی پذیرائی کرتا ہوں انہوں نے اس سلسلے میں جو اعداد و شمار پیش کیے ہیں ان کی پزیرائی کرتا ہوں اور مجھے امید ہے کہ جناب رانا نذیر اس مسئلے کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کر کوئی ایسی مربوط پالیسی بنائیں گے جس سے آبادی کے اضافے سے جو صورت حال پیدا ہو رہی ہے اور اس سے امن وامان کا جو مسئلہ پیدا ہوا ہے اسے حل کرنے کے لئے اگر کوشش کی جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب سے بہتر عمل ہو گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین: شکریہ! جناب پروفیسر خورشید صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے اس موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا۔ محترم آصف صاحب نے جس مسئلے کی طرف توجہ دلائی ہے' بلاشبہ مسئلہ اہم ہے۔ اور بنیادی مسئلہ یہ ہے کہ

مہذب معاشرے اور خصوصیت سے ایک اسلامی معاشرے کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ یہ دیکھے کہ آبادی کی حقیقی ضروریات پوری ہوں۔ اور ہر فرد بحیثیت معاشرے کے ایک فرد کے اپنی ضروریات پوری کر سکے باعزت زندگی گزار سکے۔ اصل مسئلہ یہ ہے۔ اب اس مسئلے کو دو طریقے سے لوگوں نے حل کرنے کی کوشش کی۔ ایک اپروچ یہ ہے کہ جہاں تک آبادی میں تبدیلی کا تعلق ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ بہت ہی کمپلکس ایشو ہے۔ اس کا کوئی ایک سبب نہیں ہے اور جب ہم تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ آبادی کی تبدیلی ایک خاص پیٹرن سے پوری تاریخ میں ہوتی ہے اور اسے demographers the theory of demographic change کہتے ہیں۔ جس میں کچھ ادوار ہوتے ہیں آبادی کے زیادہ بڑھنے کے' کچھ ادوار ہوتے ہیں آبادی کے گرنے کے۔ اور یہ سائیکلز ہیں جو برابر آتے رہتے ہیں۔ اور اس میں جو co-relation workout کیا گیا ہے اس میں سب سے اہم فیکٹر یہ ہے کہ اگر ایک ملک کی آبادی تعلیم یافتہ ہے اس کی ضروریات پوری ہو رہی ہیں غذا کی 'صحت کی 'تو یہ آبادی کو سٹیبلائز کرنے کا سب سے اہم فیکٹر ہے۔ اس کے برعکس ایک دوسرا تصور یہ ہے کہ آبادی کو آرٹیفیشل ذرائع سے بڑھنے سے روکیں۔ اور یہ چیز خصوصیت سے پچھلے دو سو سال میں مغربی اقوام نے پیش کی ہے۔ مالتھس' جس نے آبادی کے بارے میں خاص نظریہ پیش کیا تھا اس کے بعد یہ چیز چلی ہے۔ اور مغربی اقوام نے اپنے لئے انیسویں صدی میں اور اس کے بعد پھر موجودہ دور میں باقی ساری دنیا کے ممالک کے لئے ' بجائے اس کے کہ آبادی کو پیدا آور بنانے 'اسے روزگار کے مواقع فراہم کرنے اس کی تعلیم اور وہ وسائل دینے کہ جس سے کہ وہ موثر ہو سکے انہوں نے راستہ یہ اختیار کیا اور تجویز کیا ہے کہ آبادی کو آرٹیفیشلی کنٹرول کرو اور سارا جو stress ہے وہ آبادی کو بڑھنے سے روکنے پر ہے۔ جبکہ اگر ایک شخص ایک منہ لے کر اس دنیا میں آتا ہے تو اس کے ساتھ ساتھ وہ ایک دماغ دو ہاتھ اور دو پاؤں بھی لے کر آتا ہے۔ اور یہ دو different strategies ہیں کہ آیا آپ اس کے دماغ اس کے ہاتھ اس کے پاؤں کو ذریعہ بناتے ہیں معاشی فراوانی حاصل کرنے کے لئے یا آپ آبادی کو کرٹیل curtail کر دینا۔ میں یہ عرض کروں گا کہ آبادی کو کرٹیل کرنے کی پالیسی ہر اعتبار سے غلط ہے۔ اخلاقی دینی معاشی سائنسی اور سیاسی۔ ان میں سے ہر ایک کے بارے میں میں چند باتیں آپکی خدمت میں عرض کر دینا چاہتا ہوں۔ دراصل جو بنیادی وجہ ہمارے ممالک میں غربت کی ہے 'افلاس کی ہے بیروزگاری

کی ہے وہ یہاں کی غلط معاشی حکمت عملی ہے۔ وہ سرمایادارانہ نظام ہے جس کے نتیجے کے طور پر دولت کا ارتکاز چند ہاتھوں میں ہو رہا ہے اور دولت معاشرے میں پھیل نہیں رہی۔ جو کہ قرآن کا مقصود تھا "تمہاری دولت محض تمہارے امیروں اور اغنیاء کے درمیان گھومتی نہ رہے بلکہ وہ پورے معاشرے میں سرکولیٹ کرے۔ جو strategy مبنی ہوگی ایک ایسی معاشی پالیسی پر جس میں distributive justice ہو جس میں تمام سوسائٹی کے افراد کو تعلیم بنیادی ضروریات کی فراہمی اور participation کا موقع حاصل ہو تو وہاں صورت حال بالکل دوسری ہوگی اس کے برعکس ہمارے ہاں جو exploitative نظام ہے وہ ذمہ داری ہے ان چیزوں کو پیدا کرنے کا۔ میں پوچھتا ہوں۔ اگر فرض کیجئے آپ آبادی کے اضافے کو کسی خاص معجزے کے ذریعے زیرو پر لے آئیں۔ کیا اس کے بعد بھی جو معاشی پالیسی آج یہاں چل رہی ہے اس کے نتیجے میں غربت ختم ہو سکتی ہے؟ آپ کے ملک میں جو ڈیٹا آپ نے پیش کیا ہے اسی کی بنیاد پر چالیس فیصدی آبادی poverty line کے نیچے ہے۔ کیا اس کا حل آپ یہ نکالیں گے کہ چالیس فیصدی کو آپ ختم کر دیں اور اس طرح سب لوگ poverty line سے اوپر ہو جائیں۔

(اذان مغرب)

Mr. Presiding Officer : I think the House is adjourned to meet again tomorrow at 10.00 a.m.

[The House the adjourned to meet again at 10 'O clock in the morning on Monday 22nd of June, 1992].

PCPPI—83 (96) Senate—24-7-96—180.